۱۔ قتادہ نے فرمایا کہ اس میں آٹھ آیات مدنی ہیں وان کادوا لیفتنونک سے نصیرا تک' اس کا نام سورہ اسراء اور سورہ سبحان بھی ہے ۲۔ ہر عیب اور نقصان سے پاک جو کوئی اس اسم الٰہی کا وظیفہ کرے یعنی سبحان' یا' یا سبحان پڑھا کرے' اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاک فرمائے گا' ہر اسم الٰہی کی تجلی عامل پر پڑتی ہے جو یا غنی کا وظیفہ پڑھے خود غنی اور مالدار ہو جاوے ۳۔ اس آیت میں حضور کے جسمانی معراج کا ذکر ہے جو نبوت کے گیارہویں سال تقریباً ۶۲۱ء میں ستائیسویں رجب پیر کی آخر رات بیداری کی حالت میں ہوئی خواب کی معراجیں اس سے پہلے اور بعد بہت سی ہوئیں' اس جسمانی معراج میں نماز پنج گانہ فرض ہوئی کیونکہ عبد جسم اور روح

اٰیَاتُہَا ۱۱۱ ۱۷ سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّۃٌ ۵۰ رُکُوْعَاتُہَا ۱۲

سورۃ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

پاکی ہے اسے ۲ جو اپنے بندہ کو ۳ راتوں رات لے گیا ۴ مسجد

الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ

حرام سے مسجد اقصیٰ تک ۵ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ۶

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱ وَ اٰتَیْنَا

کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں ۷ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے ۸ اور ہم نے موسیٰ

مُوْسَی الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

کو کتاب عطا فرمائی ۹ اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا ۱۰ کہ

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝۲ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا

میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہراؤ اے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح

مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳ وَ قَضَیْنَاۤ اِلٰی

کے ساتھ سوار کیا ۱۱ بیشک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا ۱۲ اور ہم نے

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ

بنی اسرائیل کو کتاب میں وحی بھیجی ۱۳ کہ ضرور تم زمین میں

مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا

دو بار فساد مچاؤ گے ۱۴ اور ضرور بڑا غرور کرو گے پھر جب ان میں پہلی بار کا وعدہ آیا ۱۵ ہم

بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا

نے تم پر اپنے بندے بھیجے سخت لڑائی والے ۱۶ تو وہ شہروں کے اندر

دونوں کو کہتے ہیں' نیز فقط خواب کی معراج پر کفار اتنا شور نہ مچاتے نیز خواب کی معراج کو سبحان الذی سے شروع نہ فرمایا جاتا' یہ کلمہ بہت عجیب اور عظیم الشان چیز پر بولا جاتا ہے' خیال رہے کہ حضور دنیا میں شان رسالت سے تشریف لائے اور رب کی بارگاہ میں شان عبدیت سے حاضر ہوئے' اس لئے یہاں عبدہ فرمایا اور سورہ فتح میں ارشاد ہو اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ ۴۔ یہاں مسجد حرام سے مراد حرم شریف اور مکہ معظمہ ہے کیونکہ یہ معراج حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر سے ہوئی رب فرماتا ہے۔ ھدیا بالغ الکعبۃ یہاں کعبہ سے مراد حدود حرم ہیں اور فرمایا عند المسجد الحرام ایسے ہی یہاں ہے' لہٰذا اس آیت پر اعتراض نہیں' جانا اور ہے جسے ذہاب کہتے ہیں' لیجانا اور (اذہاب) ملانا کچھ اور۔ یہاں لیجانا فرما کر یہ بتایا کہ معراج میں ہم محبوب کے ساتھ تھے ساتھ رہے ساتھ لے گئے ۵۔ یعنی بیت المقدس چونکہ یہ مسجد مکہ معظمہ سے بہت دور ایک ماہ کے راستے پر ہے اس لئے اسے مسجد اقصیٰ کہتے ہیں اور اگر اقصیٰ سے وہ دور والی مسجد مراد ہو جو زمین سے دور ساتویں آسمان پر ہے یعنی بیت المعمور تو اس لفظ سے آسمانی معراج کا ثبوت ہو گا' خیال رہے کہ بیت المقدس تک معراج قطعی یقینی ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانی معراج کا منکر گمراہ ہے اور اگر اس لئے انکار کرتا ہے کہ آسمان کے کھلنے اور پھٹنے کو ناممکن جانتا ہے تو کافر ہے کیونکہ فلاسفہ کے پھندے میں پھنسا ہے ۶۔ بیت المقدس کی زمین میں بہت برکتیں ہیں' سرسبز زمین بھی' پھلوں سے لدے ہوئے باغات' جاری نہریں اور شفاف چشمے بھی اور دینی برکتیں بھی ہیں' اکثر انبیاء کرام اسی سرزمین میں تشریف لائے' وہ ہی زمین انبیاء کرام کی آرام گاہ نزول وحی کی جگہ ہے ۷۔ یعنی اپنے حبیب کو آسمان اور لامکان میں بلا کر وہ آیتیں دکھائیں جو اور تمام رسولوں نے سنی تھیں' جیسے رب کی ذات' عرش و کرسی' لوح و قلم' جنت و دوزخ وغیرہ تمام آیات۔ تا کہ اور انبیاء کرام کی گواہی سنی ہوئی ہو اور حضور کی گواہی دیکھی ہوئی' رب فرماتا ہے اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا دیکھنے والے گواہ کے بعد کسی گواہ کی ضرورت نہیں رہتی' اس لئے اب کوئی نبی نہیں بن سکتا' رب فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ دین مکمل ہو گیا کیونکہ عینی گواہ تشریف لا چکا۔ خلیل کو ملکوت دکھائے حبیب کو اپنا جمال اور آیات' ۸۔ اس آیت میں بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ تک تو فرشی معراج یعنی بیت المقدس تک کا ذکر ہے اور لنریہ میں آسمانی معراج کا اور اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ میں لامکانی معراج کا اور فرشی معراج کو عرشی معراج کی دلیل یا تمہید قرار دیا کہ اگر تم اس فرشی معراج کو مان لو تو اگلی آسمانی اور لامکانی معراج کا انکار نہ کر سکو گے' اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ بے شک وہ محبوب بندہ ہی سننے دیکھنے والا ہے یعنی ان آیات کے دیکھنے اور بلاواسطہ رب کے دیدار و کلام کی تاب صرف اسی میں ہے' لہٰذا معراج صرف اسے ہی کرائی گئی ۹۔ توریت شریف یکدم کوہ طور پر بلا کر' خیال رہے کہ

(بقیہ صفحہ ۴۴۹) توریت شریف چھٹی رمضان کو' اور انجیل شریف تیرھویں رمضان اور ابراہیمی صحیفے یکم رمضان کو عطا ہوئے (تفسیر نعیمی وغیرہ) ۱۰۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے اور توریت صرف اس قوم کے لئے ہدایت تھی قرآن کریم کے لئے ارشاد ہوا هُدًى لِّلنَّاسِ ۱۱۔ یہاں وکیل سے مراد کچہریوں کے وکیل نہیں بلکہ یا تو مراد معبود ہے یا حقیقی مشکل کشا کار ساز ورنہ مجازی مشکل کشا اور کار ساز بندے بھی ہوتے ہیں' عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں اندھوں کو انکھیارا' کوڑھیوں کو اچھا کر سکتا ہوں' یوسف علیہ السلام کی قمیص نے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن کر دیں۔ کیسی مشکل کشائی اور کار سازی کی ۱۲۔

خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا

تمہاری تلاش کو گھسے اور یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہونا تھا پھر ہم نے ان پر

لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ

الٹ کر تمہارا حملہ کر دیا اور تم کو مالوں اور بیٹوں سے مدد دی

وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫

اور تمہارا جتھا بڑھا دیا اگر تم بھلائی کرو گے اپنا بھلا کرو گے

وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا

اور اگر برا کرو گے تو اپنا پھر جب دوسری بار کا وعدہ آیا کہ دشمن تمہارا

وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ

منہ بگاڑ دیں اور مسجد میں داخل ہوں جیسے پہلی بار داخل ہوئے

مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

تھے اور جس چیز پر قابو پائیں تباہ کر کے برباد کر دیں قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر

يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ

رحم کرے اور اگر تم پھر شرارت کرو تو ہم پھر عذاب کریں گے اور ہم نے جہنم کو

لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ

کافروں کا قید خانہ بنایا ہے بیشک وہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے

هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

بڑا ثواب ہے اور یہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ

ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے

یعنی یہ سب لوگ ان کی اولاد تھے' جو طوفان کے وقت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار تھے خیال رہے کہ صرف اولاد نوح کی نسل چلی اسی لئے انہیں آدم ثانی کہتے ہیں ۱۳۔ نوح علیہ السلام کا نام یَشْکُرْ تھا۔ آپ خوف الٰہی میں گریہ دزاری کرتے تھے اس لئے آپ کا لقب نوح، نوحہ کرنے والا ہوا ۱۴۔ توریت میں موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ ۱۵۔ یعنی زمین شام میں تم دو دفعہ بڑے فساد پھیلاؤ گے' پہلی بار توریت کی مخالفت شعیار علیہ السلام کا قتل اور ارمیا علیہ السلام کو قید کر دینا ہے' دوسری بار زکریا و یحییٰ علیہما السلام کا قتل اور عیسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل ہے' (روح) ۱۶۔ یعنی جالوت' یا بخت نصر بادشاہ یا سنجارب' اس سے معلوم ہوا' کہ بد عملی کی وجہ سے بادشاہ ظالم مقرر ہوتے ہیں' کیونکہ ظالم بادشاہ بھی کبھی عذاب الٰہی ہوتا ہے۔ شیاء علیہ السلام کے قتل کر دینے پر یہ ظالم بادشاہ بنی اسرائیل پر آئے۔

۱۔ یعنی تمہیں تلاش کر کے قتل کیا۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کا بدلہ خود لیتا ہے ۲۔ یعنی جب تم نے توبہ کی تو رب نے تمہیں اتنی دولت و قوت بخشی کہ پھر تم نے ان ظالموں سے بدلہ لینے کے لئے ان پر حملہ کیا۔ معلوم ہوا کہ توبہ و نیکی کی برکت سے دولت و عزت ملتی ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ عربی میں کبھی لام بمعنی علیٰ بھی آتا ہے' یعنی نقصان کے لئے اس سے بہت مسئلے مستنبط ہو سکتے ہیں' یہاں بھی لام بمعنی علیٰ ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم برے کام کرو گے تو اس کا وبال خود تم پر ہو گا' یہ نہ ہو گا کہ کرو تم اور بھرے کوئی' وہاں دوسرے کی برائی کا وبال اپنے پر بھی پڑتا ہے' جب ہم نے اس سے کرایا ہو ۴۔ یعنی جب تم نے دوسرا فساد پھیلایا کہ یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا تو تم پر روم و فارس کے بادشاہ مسلط کر دیئے' چنانچہ ہردوس شاہ روم جب بیت المقدس میں داخل ہوا تو وہاں خون بہتا دیکھا۔ پوچھا کہ کس کا خون ہے' یہودی بولے قربانی کا وہ بولا تم جھوٹے ہو۔ یہ کہہ کر اس نے ستر ہزار یہودی مار دیئے' تب یہودی بولے کہ یہ یحییٰ علیہ السلام کا خون ہے' یحییٰ علیہ السلام کا قتل عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد ہوا (روح) ۵۔ یعنی وہ بادشاہ تمہیں اتنا ستائیں کہ تمہارے چہروں پر پریشانی کے آثار نمودار ہو جاویں' جیسا کہ ہردوس اور دوسرے بادشاہوں کے زمانوں میں ہوا ۶۔ یعنی وہ ظالم بادشاہ بیت المقدس میں داخل ہوں' اور اس کی بے حرمتی کریں' اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہماری مسجدوں کی بے حرمتی کفار کے ہاتھوں سے ہوتی ہے ۷۔ اس طرح کہ تمہارے شہروں تمہارے مال و متاع کو برباد کر دیں' صوفیاء کرام فرماتے ہیں' کہ زکوٰۃ نہ دینے سے قحط سالی اور زنا سے قتل و غارت' خونریزی پھیلتی ہے ۸۔ یعنی تم سے دوسرے فساد کے وقت کہا گیا تھا کہ اگر توبہ کرلو تو معاف کر دیں گے' چنانچہ انہوں نے توبہ کی اور معافی ہوئی' پروردگار کا امید دلانا یقین کے لئے ہوتا ہے' ۹۔ چنانچہ یہود نے ہمارے حضور کو جھٹلایا تو بنی

(بقیہ صفحہ ۴۵۰) قریظہ قتل کئے گئے اور بنی نضیر مدینہ پاک سے نکالے گئے (روح) ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دنیا کے عذاب آخرت کے عذاب کے علاوہ ہیں' اور دنیاوی عذابوں سے آخرت کے عذاب گھٹتے نہیں۔ ۱۱۔ جنت تک یا خدا تک پہنچانے والی سیدھی راہ' توحید اور تمام رسولوں کو ماننا اور ان کی اطاعت ۱۲۔ جو مسلمان بقدر طاقت نیک اعمال کرے' اس کے لئے دنیا میں بھی ثواب ہے اور آخرت میں بھی ۱۳۔ اس طرح کہ یا تو آخرت کو مانتے ہی نہیں' جیسے مشرکین یا اسے مانتے تو ہیں مگر غلط طریقہ سے' جیسے بعض عیسائی' کہ جنت کے تو قائل ہیں مگر وہاں کی نعمتوں کے قائل نہیں' یا حضور کی شفاعت وغیرہ کو نہیں مانتے' یہ سب آخرت کے منکر ہیں۔

دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ

جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے لہ اور ہم نے رات

وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ

اور دن کو دو نشانیاں بنایا ۲ تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانی دکھانے

مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

والی ۳ کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو ۴ اور برسوں کی گنتی اور

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾

حساب جانو ۵ اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرما دی ۶

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ

اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی ۷ اور اس کے لئے قیامت

الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ

کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ ۸ آج تو خود

الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ ؕ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ

ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے ۹ جو راہ پر آیا وہ اپنے ہی بھلے کو

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

راہ پر آیا ۱۰ اور جو بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان

وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾

دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۱۱ اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا

۱۲ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں پر احکام بھیجتے ہیں ۱۳

فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ

پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں ۱۴ تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں ۱۵

۱۴۔ معلوم ہوا کہ غصے میں اپنے یا کسی مسلمان کے لئے بددعا کرنی اچھی نہیں ہمیشہ منہ سے اچھی بات نکالنی چاہیے۔ نہ معلوم کونسا وقت قبولیت کا ہو۔

۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ نضر ابن حارث کافر نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر اسلام سچا دین ہے تو مجھ پر پتھر برسا۔ اس کی یہ دعا قبول ہوئی اور قتل کیا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہیں بعض نے فرمایاں کہ یہاں انسان سے مراد ہر وہ آدمی ہے جو غصے میں اپنے یا اپنے بچوں کو ستا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہر دعا قبول کر لیا کرے تو یہ لوگ ہلاک ہو جاویں۔ ۲۔ چونکہ رات دن سے پہلی ہوتی ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے اور دن کا ذکر بعد میں ہوا۔ یعنی رات' دن کا آنا جانا' گھٹنا بڑھنا' ٹھنڈا گرم ہونا بتا رہا ہے' کہ زمانہ اثر نہیں کرتا جو اس زمانے کو بدل رہا ہے وہ مؤثر حقیقی ہے' ۳۔ یعنی رات اندھیری اور دن روشن بنایا' تاکہ رات میں آرام اور دن میں کام کرو خیال رہے کہ سونا جسم کا آرام ہے اور تہجد کی نماز روح کا آرام ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیکار رہنا کمائی نہ کرنا گناہ ہے اللہ نے ہاتھ پاؤں برتنے کو دیئے ہیں' انہیں بیکار نہ کرو' برتو' دن کمائی کے لئے روشن کیا گیا' دوسرے یہ کہ رزق اللہ کا فضل ہے' محض ہماری کمائی کا نتیجہ نہیں' لہٰذا اپنے ہنر پر ناز نہ کرو اس کا فضل مانگو ۵۔ دن رات کے آنے جانے سے منٹ' گھنٹے' پہر' تاریخ' مہینے' سال صدیاں بنتی ہیں' جن سے عمر وغیرہ تمام چیزوں کے حساب درست ہوتے ہیں۔ ۶۔ یعنی دین و دنیا کی ہر چیز قرآن شریف میں یا لوح محفوظ میں تفصیل وار بیان فرما دی تو جن کی نظر ان پر ہے انہیں ہر چیز معلوم ہے ۷۔ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ ہر شخص کی نیک بختی اور بدبختی کی تختی اللہ نے اس کے گلے میں ڈال دی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے ہر شخص کی قسمت جانتے ہیں۔ اور اگر قسمت سب سے چھپانے کی چیز ہوتی تو اس کی تحریر ہر ایک کے گلے میں کیوں لٹکائی جاتی' حدیث شریف میں ہے کہ کاتب تقدیر فرشتہ ماں کے پیٹ میں بچے کی عمر' نیک بختی بدبختی' رزق' غرضیکہ تمام حالات زندگی لکھ دیتا ہے وہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ فرشتہ ہر شخص کے ہر حال سے خبردار ہے کیونکہ اس نے خود ہی تو لکھا ہے پھر نبی کے علم کا کیا پوچھنا ۸۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی بے پڑھا نہ رہے گا اور سب کی زبان عربی ہو گی' کیونکہ یہ پڑھنے کا حکم سب کو دیا جائے گا' عالم ہو یا جاہل خواہ کسی زبان کا ہو ۹۔ جو کوئی دنیا میں اپنا حساب خود کرتا رہے گا اسے آخرت کا حساب آسان ہو گا انشاء اللہ ۱۰۔ آیات کا منشا یہ ہے کہ انسان کو اپنی ہدایت و نیک اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا' یہ نہ ہو گا کہ نیکی تو یہ کرے جزا کسی اور کو دی جائے' خود یہ محروم رہے' ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نیکی سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچ جاوے' لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے بھی خلاف نہیں اور احادیث کے خلاف بھی نہیں' رب فرماتا ہے۔ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا نیز کوئی شخص

(بقیہ صفحہ ۴۵۱) اپنے نیک اعمال کا دوسرے پر احسان نہ رکھے وہ اپنے لئے کرتا ہے ۱۱۔ اس طرح کہ دوسرا بالکل ہلکا ہو جاوے ورنہ گناہ کرانے والے پر گناہ کرنے والوں کا بوجھ ہو گا' رب فرماتا ہے۔ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ اور فرماتا ہے۔ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ بہرحال آیات کا آپس میں تعارض نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی محض رب کی نافرمانی پر نہیں آتا بلکہ نبی کی نافرمانی پر آتا ہے' فرعون نے دعوئ خدائی کیا' اسی ہزار بچے قتل کرائے' مگر اس پر عذاب اس ہی وقت آیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے بددعا دی' مولانا فرماتے ہیں' شعر ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد۔ تادلے صاحب دلے نہ آمد بدرد ۱۳۔ یا تو خصوصی احکام جو فقراء پر

اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں نوح کے بعد ہلاک کر دیں لہ اور تمہارا رب کافی ہے

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ

اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار دیکھنے والا ۲ جو یہ جلدی والی چاہے ۳

الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا

ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں ۴ پھر اس کے لئے

لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ

جہنم کر دیں کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا اور جو آخرت چاہے

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ

اور اس کی سی کوشش کرے ۵ اور ہو ایمان والا ۶ تو انہیں کی کوشش ٹھکانے

مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ

لگی ۷ ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور اُن کو بھی ۸ تمہارے رب کی عطا سے

وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا

اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں ۹ دیکھو ہم نے ان میں ایک کو ایک پر

بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ

کیسی بڑائی دی اور بیشک آخرت درجوں میں سب سے بڑی اور فضل میں سب سے

تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا

اعلیٰ ہے ۱۰ اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو بیٹھ رہے گا مذمت

مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ

کیا جاتا بیکس ۱۱ اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور

بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ

ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو ۱۲ اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو

نہیں' جیسے زکوٰۃ' صدقات' یا عمومی احکام جیسے نماز روزہ مگر خصوصیت سے مالداروں کا اس لئے ذکر ہوا کہ فقراء' غرباء ان کے تابع ہوتے ہیں' یہ اطاعت کرلیں تو وہ بھی کرلیں ۱۴۔ اور ان کی وجہ سے ان کے ماتحت غریب لوگ بھی فاسق و فاجر ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سرداران قوم کو زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔ ان کے ساتھ دوسرے بھی ہیں

۱۔ جیسے قوم عاد ثمود اور قوم لوط وغیرہ کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی مخالفت کی' لہٰذا مکہ والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اگلا گرے پچھلا ہوشیار ۲۔ نامہ اعمال فرشتوں سے لکھوانا گواہ شاہد مقرر کرنا' ہمارے اپنے علم کے لئے نہیں مجرم کے لئے ہے' ۳۔ طلب دنیا تب بری ہے جب کہ بندہ رب سے غافل ہو کر طلب کرے' یا حلال حرام کی پرواہ نہ کرے' یا آخرت پر ایمان نہ رکھے' صرف دنیا ہی کو اصل متاع سمجھے یا دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنائے جیسے کافر و فاسق اور ریاکار ۴۔ یعنی دنیا اتنی ہی ملے گی' جتنی نصیب میں ہے خواہ اسے فکر سے حاصل کرو یا فراغت سے لہٰذا بندے کو چاہیے کہ دنیا کے لئے آخرت برباد نہ کرے مومن کا دل دنیا میں رہتا ہے اس میں دنیا نہیں رہتی۔ اس میں دین رہتا ہے' پانی میں کشتی تیرتی ہے۔ کشتی میں پانی ہو تو ڈوبتی ہے ۵۔ اس قید سے معلوم ہوا کہ فقط زبان سے کہنا کہ ہم آخرت چاہتے ہیں کافی نہیں بلکہ اس کے لئے تیاری اور کوشش بھی ضروری ہے یعنی اچھے عقیدے اور اللہ رسول کی فرمانبرداری ۶۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں نیکیوں کے لئے ایمان ایسا ضروری ہے جیسے نماز کے لئے وضو' یا بہترین غذا کے لئے زہر سے خالی ہونا۔ ایمان جڑ ہے اعمال شاخیں ۷۔ معلوم ہوا کہ نیکی قبول ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ 'ایمان' 'نیت خیر' یعنی آخرت کمانے کی نیت اور کوشش' ان کے بغیر ہوس خام ہے (خزائن العرفان) ۸۔ یعنی دنیا دار اور طالب آخرت سب کے لئے ہم نے دنیا میں اسباب جمع فرما دیئے ہیں' روزی سب کو مل رہی ہے' دنیا میں زہر بھی موجود ہے تریاق بھی' شیطان بھی ہے راہ نما بندے بھی ۹۔ اسی لئے دنیا کی نعمتیں فاسق و متقی' مومن و کافر سب کو مل رہی ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ دنیا و دین کی نعمتیں صرف ہماری کوشش کا نتیجہ نہیں۔ اللہ کے فضل سے ملتی ہیں۔ بندہ شیخی نہ مارے ۱۰۔ یعنی جیسے دنیا میں سب یکساں نہیں' درجے سب کے مختلف ہیں۔ ایسے ہی آخرت میں سب یکساں نہیں درجے مختلف ہوں گے' جو آخرت کے اختلاف مراتب کا انکار کرے وہ درحقیقت چشم بصیرت سے دنیا میں غور نہیں کرتا' پیغمبروں ہر نیکی کا وہ درجہ ہو گا جو ہماری بڑی سے بڑی نیکیوں کا نہیں ہو سکتا۔ صحابی کا سوا سیر جو خیرات کرنا ہمارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے بہتر ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیکس اور بے یار و مددگار ہونا کفار و مشرکین کے لئے ہے' اللہ تعالیٰ مومن کے لئے بہت یار و مددگار

(بقیہ صفحہ ۴۵۲) مقرر فرمائے گا جیسے اولیاء ۱۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ رب کی عبادت مخلوق کی اطاعت پر مقدم ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی اطاعت رب کی عبادت میں داخل ہے' دوسرے یہ کہ تمام رشتہ داروں میں ماں باپ کی فرماں برداری مقدم ہے کہ رب تعالیٰ نے اسے اپنی عبادت کے ساتھ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ ماں باپ کافر بھی ہوں' جب بھی ان کے حقوق ادا کرے' کیونکہ رب نے والدین کو بغیر قید کے ارشاد فرمایا' چوتھے یہ کہ ماں باپ کی جسمانی خدمت بھی کرے اور مالی بھی' کیونکہ احسان بغیر کسی قید کے ذکر ہوا' پانچویں یہ کہ عبادت رب کے سوا کسی کی جائز نہیں۔ اطاعت اللہ کی بھی ہوگی' رسول کی بھی۔

اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا

پہنچ جائیں [1] تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا [2] اور ان سے تعظیم کی

قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

بات کہنا [3] اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے [4]

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا

اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا [5]

فِیْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ

تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم لائق ہوئے تو بیشک وہ توبہ کرنے

غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ

والوں کو بخشنے والا ہے [6] اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے [7] اور مسکین اور مسافر کو [8]

السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا

اور فضول نہ اڑا [9] بے شک فضول اڑانے والے

اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا

شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے [10] اور اگر

تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ

تو ان سے منہ پھیرے اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید

لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ

ہے [11] تو ان سے آسان بات کہہ [12] اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو [13]

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ

اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے [14] ملامت کیا ہوا تھکا ہوا [15] بے شک

رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا اور کستا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب

۱۔ یوں تو ہمیشہ ہی ماں باپ کی خدمت ضروری ہے مگر ضرورت کے وقت بہت ضروری۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلا ضرورت ان کی خدمت مستحب ہے اور ضرورت کے وقت واجب ہے لہٰذا بیماری' لاچاری میں ان کی خدمت واجب ہے ۲۔ مسئلہ اولاد منہ سے ایسی بات نہ نکالے جس سے معلوم ہو کہ ان کی طرف سے طبیعت پر گرانی ہے' مسئلہ ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے ماں باپ سے نوکروں کا سا برتاؤ نہ کرے بیٹا ماں باپ کو اپنا حقیر نوکر نہ رکھے ۳۔ کہ انہیں اچھے اور نرم الفاظ سے پکارے' ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کو یا ابت کہہ کر پکارا یعنی اے ابا جان' ڈانٹ ڈپٹ کر ان سے کلام نہ کرے ان کی بڑھاپے کی بدخلقی برداشت کرے' کیونکہ بڑھاپے میں طبیعت چڑچڑی اور دل وہمی ہو جاتا ہے غصہ جلد آتا ہے ۴۔ یعنی عملی طور پر ان سے اچھا برتاؤ کر' اور ان پر خرچ کرنے میں تامل نہ کر' کیونکہ تیری مجبوری کے وقت انہوں نے تجھے پرورش کیا' اب ان کی مجبوری کے وقت ان کی خدمت کر ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کوئی شخص ماں باپ کے حقوق پورے ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان کے حق میں دعا خیر بھی کرے' دوسرے یہ کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا تیجا چالیسواں فاتحہ وغیرہ کرنی چاہیے کہ اس میں بھی ان کے لئے دعاء خیر ہے' تیسرے یہ کہ کافر ماں باپ کے لئے ہدایت دعا کرے' ۶۔ یعنی اگر تمہارے دل میں ماں باپ کی خدمت کا شوق ہے لیکن اس کا موقعہ نہیں ملا تو رب تعالیٰ اس پر پکڑ نہ فرمائے گا۔ کیونکہ وہ ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے ۷۔ ماں باپ کے ساتھ ان کی اولاد بھی یعنی بھائی بہن اور ان کے قرابت داروں یعنی اپنے عزیزوں کی بھی خدمت کرو' بعض علماء نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ حضور کے رشتہ دار قرابت داروں کے حقوق ادا کرے کیونکہ ماں باپ سے جان ملی اور حضور سے ایمان نصیب ہوا ۸۔ فقیر و مسافر مسلمان اگرچہ اپنے رشتہ دار نہ ہوں مگر زکوٰۃ' صدقات سے ان کی بھی مدد کرو کہ رب نے تم کو تمہاری ضرورت سے زیادہ مال اسی لئے دیا ہے' بھینس کو اس کے بچے کی ضرورت سے زیادہ دودھ اسی لئے دیا گیا ہے کہ دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھائیں ۹۔ جائز مقام پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں اور ناجائز خرچ کو تبذیر کہا جاتا ہے' تبذیر' اسراف سے زیادہ بری ہے اس لئے تبذیر پر سخت وعید ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ سینما' جوا' شراب خوری' اور ناجائز جگہ پر خرچ کرنا فضول خرچی ہے جس کی سزا سخت ملے گی جیسے اچھی جگہ خرچ کرنا ثواب ہے ایسے ہی بری جگہ خرچ کرنا گناہ ہے ۱۱۔ (شان نزول) حضرت بلال' صہیب' سالم و خباب رضی اللہ عنہم وغیرہم فقہاء صحابہ کرام کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ضروریات کے لئے سوال کرتے تھے اگر کبھی حضور کے پاس کچھ نہ ہوتا تو سرکار خاموش رہتے' اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ اگر تمہارے عزیزوں یا کسی

(بقیہ صفحہ ۴۵۳) مسکین کو مالی ضرورت درپیش ہو اور تم اس وقت اس کی مدد نہ کر سکو تو ان سے نرم بات کرو' نرم بات سے مراد یا تو دعا خیر ہے یا آئندہ کے لئے اچھا وعدہ' غرضیکہ مجبوری میں سائل کو جھڑکو نہیں' رب فرماتا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۱۲۔ یعنی بخیل و کنجوس نہ بنو کہ ضروریات پر بھی خرچ نہ کرو' یا حق والوں کے حق ادا نہ کرو ۱۳۔ (شان نزول) ایک یہودی عورت اور مسلمان بی بی میں اس پر گفتگو ہوئی' کہ موسیٰ علیہ کلیم اللہ زیادہ سخی تھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہودیہ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ اپنی ضروریات سے بچا ہوا سارا مال خیرات فرما دیتے تھے۔ مسلمہ بی بی نے بطور آزمائش حضور کی خدمت میں اپنی بچی بھیجی اور عرض کیا مجھے قمیض کی ضرورت ہے عطا ہو' اتفاقاً" حضور کے پاس اس وقت صرف وہی قمیض مبارک تھی جو زیب تن فرمائے ہوئے تھے وہ ہی اتار کے عطا فرما دی اور خود دولت خانے میں تشریف فرما ہو گئے' یہاں تک کہ اذان ہو گئی' صحابہ کرام نماز کے لئے جمع ہوئے' مگر سرکار تشریف نہ لائے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری' اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورت صدقہ پر مقدم ہیں' ان سے بچے تو خیرات کرے یہ شریعت کا حکم ہے' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنا سب کچھ حضور کی بارگاہ میں حاضر کر دینا یہ سلطان عشق کا فتویٰ تھا۔

خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ

جانتا دیکھتا ہے ؎ اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾

ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی بیشک ان کا قتل بڑی خطا ہے ؎

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ ؎ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ؎

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ

اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو ؎ اور جو

قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ

ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے ؎ تو وہ قتل میں حد سے

فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ

نہ بڑھے ؎ ضرور اس کی مدد ہونی ہے ؎ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ ؎

اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا

مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہے ؎ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے ؎ اور عہد

بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ

پورا کرو بیشک عہد سے سوال ہونا ہے ؎ اور ماپو تو

اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ

پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو ؎ یہ بہتر ہے

وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ

اور اس کا انجام اچھا اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ؎ بیشک

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾

کان اور آنکھ اور دل ؎ ان سب سے سوال ہونا ہے ؎

۱۔ لہٰذا اس نے جسے غریب کیا وہ بھی درست ہے اور جسے امیر کیا اس میں بھی حکمت ہے ۲۔ (شان نزول) اہل عرب اپنی چھوٹی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے' امیر تو اس لئے کہ کوئی ہمارا داماد نہ بنے اور ہماری مونچھ نیچی نہ ہو' غریب و مفلس اس لئے کہ ہم انہیں شادی میں جہیز کہاں سے دیں گے اور انہیں کہاں سے کھلائیں گے' ان غریبوں کو اس حرکت سے روکنے کے لئے یہ آیت کریمہ اتری' یہاں خطاء سے مراد گناہ کبیرہ ہے' خیال رہے کہ اس قسم کے احکام مومن و کافر سب پر جاری ہیں' لہٰذا کسی کافر کو قتل نفس کی اجازت نہ ہوگی ۳۔ یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو' لہٰذا بد نظری' غیر عورت سے خلوت عورت کی بے پردگی وغیرہ سب ہی حرام ہیں بخار روکنے کے لئے نزلہ روکو' طاعون سے بچنے کے لئے چوہوں کو ہلاک کرو' پردہ کی فرضیت' گانے بجانے کی حرمت' نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زنا سے روکنے کے لئے ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ زنا قتل سے بدتر جرم ہے' کیونکہ قتل کی سزا قتل ہے مگر زنا کی سزا سنگسار کرنا ہے' کیونکہ زنا گناہ بھی ہے اور بے حیائی بھی' اور نسل انسانی کا خراب کرنا بھی ۵۔ خیال رہے کہ حربی کی جان لینا حلال ہے۔ مومن یا ذمی یا معاہد کی جان لینا حرام' البتہ تین صورتوں میں مومن کا قتل جائز ہے' قتل کے بدلے میں' یا زنا یا ڈکیتی کے عوض' حَرَّمَ اللّٰهُ سے پہلا فائدہ حاصل ہوا اور اِلَّا بِالْحَقِّ سے یہ فوائد' لہٰذا یہ آیت بہت سے شرعی احکام کا ماخذ ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے' اگر ولی چاہے تو معاف کر دے' یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی مقتول نہ تو مثلہ کرے نہ غیر قاتل کو قتل کرے' یہ واجب نہیں کہ طریقہ قتل یکساں ہو۔ بلکہ قاتل کو تلوار سے قتل کیا جاوے' اگرچہ اس نے اور طرح قتل کیا ہوے۔ قتل میں حد سے بڑھنے کی چند صورتیں ہیں' ایک کے بدلے چند قتل کرنا۔ معاف کر کے پھر قتل کرنا' ناحق جیسے ہاتھ پاؤں کاٹ کر' قتل کے بعد ناک' کان وغیرہ اعضا کا کاٹنا یعنی مثلہ کرنا یہ سب حرام ہے' زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کیا کرتے تھے ۸۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' کہ خون عثمان کے مطالبہ میں امیر معاویہ برحق ہیں' کیونکہ وہ عثمان غنی کے صحیح ولی ہیں' اگر تم نے قصاص میں سستی کی تو امیر معاویہ تمام ملک پر چھا جائیں گے' اور آپ نے اس آیت سے

(بقیہ صفحہ ۴۵۴) استدلال کیا۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بعض ورثاء نابالغ ہوں' تو میت کے مال سے فاتحہ وغیرہ نہ کی جاوے' نہ وہ کھانا کسی کو حلال ہے بلکہ بالغ ورثہ اپنے حصے سے یہ کار خیر کریں' کیونکہ یتیم کا مال کھانا دوزخ کی آگ کھانا ہے' لوگ اس سے بہت غافل ہیں' بلکہ نابالغ یتیم سے پانی بھروا کر بھی نہ لیا جاوے کہ وہ پانی اس یتیم کا مال ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کا ولی یتیم کے مال سے تجارت وغیرہ کر سکتا ہے' جس سے اس کا مال بڑھے کہ یہ احسن میں داخل ہے' ایسے ہی اس کا روپیہ بنک وغیرہ میں اس کے نام پر رکھنا جائز ہے کہ یہ حفاظت کی قسم ہے ۱۱۔ بارہ برس سے اٹھارہ برس تک کی عمر جوانی کی ہے' یعنی کم از کم بارہ برس بڑھ کر اٹھارہ برس' لیکن اب فتویٰ قول صاحبین پر ہے' یعنی بڑھ کر پندرہ سال' اس سے معلوم ہوا کہ بالغ کو یتیم نہیں کہا جاتا ۱۲۔ خواہ اللہ سے عہد کیا ہو یا رسول سے' یا شیخ و استاذ سے' یا کسی قرابت دار عزیز سے یا اجنبی سے' اس میں ہر جائز عہد داخل ہے ۱۳۔ دیتے وقت ناپ تول پورا کرنا فرض ہے کچھ نیچا تول دینا مستحب' حضور نے ارشاد فرمایا یازِنۡ وَاَرۡجِحۡ تول دو اور کچھ نیچا تول دو' لیتے وقت پورا تول یا ناپ کر لو' نیچا نہ لو' اس کا انجام اچھا ہے کہ برکت بھی ہے اور لوگوں میں نیک نامی بھی' جس سے تجارت چمکتی ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ بغیر علم فتویٰ دینا مسائل بیان کرنا حرام ہے کہ وہ بھی اس آیت میں داخل ہے۔ ۱۵۔ یعنی دل کے برے ارادے یا برے عقیدوں پر پکڑ ہوگی' ہاں دل کے وسوسے جو بے اختیار دل میں آ جاویں وہ معاف ہیں' لہٰذا آیات' اور حدیث میں تعارض نہیں ۱۶۔ یعنی ان ظاہری باطنی اعضاء کے متعلق قیامت میں سوال ہو گا کہ تم نے ان سے ناجائز کام تو نہیں کئے اس لئے ان سے جائز کام ہی کرو' یہ سوالات رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ مجرم سے اقرار جرم کرانے کو ہوں گے۔

وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ
اور زمین میں اتراتا نہ چل ۱ بیشک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا

وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنۡدَ
اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا ۲ یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بری بات تیرے

رَبِّكَ مَكۡرُوۡهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوۡحٰۤی اِلَیۡكَ رَبُّكَ مِنَ
رب کو ناپسند ہے یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف

الۡحِكۡمَةِ ؕ وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰی فِیۡ جَهَنَّمَ
بھیجی حکمت کی باتیں ۳ اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا

مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصۡفٰىكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ وَاتَّخَذَ
جائے گا طعنہ پاتا دھکے کھاتا ۴ کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن دیئے اور اپنے لئے

مِنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِیۡمًا ﴿۴۰﴾ ع
فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں ۵ تم بڑا بول بولتے ہو

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِیَذَّكَّرُوۡا ؕ وَمَا یَزِیۡدُهُمۡ
اور بیشک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا کہ وہ سمجھیں ۶ اور اس سے انہیں

اِلَّا نُفُوۡرًا ﴿۴۱﴾ قُلۡ لَّوۡ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوۡلُوۡنَ اِذًا
نہیں بڑھتی مگر نفرت ۷ تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ بکتے ہیں جب تو

لَّابۡتَغَوۡا اِلٰی ذِی الۡعَرۡشِ سَبِیۡلًا ﴿۴۲﴾ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی
وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے ۸ اسے پاکی اور برتری

عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا كَبِیۡرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ
ان کی باتوں سے بڑی برتری ۹ اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور

وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِیۡهِنَّ ؕ وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ
زمین اور جو کوئی ان میں ہیں ۱۰ اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی

۱۔ معلوم ہوا کہ فخر و تکبر کی چال اور متکبرین کی سی بیٹھک وغیرہ سب ممنوع ہیں' ہمارے چلنے پھرنے بیٹھنے اٹھنے میں تواضع و انکساری چاہیے' گفتگو نرم' چلنا آہستگی سے' وقار کے ساتھ ہو۔ اس پر بہت سے مسائل متفرع ہیں' جن میں فقہائے نے ہاتھی کی سواری' شیر کی کھال کی پوستین پہننے سے منع فرمایا' ان کا ماخذ یہ آیت ہے ۲۔ یعنی شیخی میں فائدہ کوئی نہیں' گناہ لازم ہو جاتا ہے لہٰذا شیخی چھوڑو' عجز' انکساری قبول کرو سربلند درختوں پر پھل چھوٹا ہوتا ہے' تواضع کرنے والی بیل پر بڑے پھل لگتے ہیں جیسے کدو' تربوز' وغیرہ متکبر آگ میں باغ نہیں لگتے عاجز خاک میں ہی لگتے ہیں ۳۔ یہاں حکمت سے وہ احکام مراد ہیں' جن کو عقل سلیم بھی درست مانے' حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضور کو دیکھا کبھی اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھا' حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا کبھی جھوٹ نہ بولا۔ کوڑے کچرے والے مکان میں بادشاہ نہیں بیٹھتا' گنہگار دل و زبان میں نور ایمان کیسے جلوہ گر ہو (روح) ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن گنہگار کو طعنوں' دھکوں سے دوزخ میں محفوظ رکھے گا۔ اس کی رسوائی نہ فرمائے گا' کیونکہ یہ دونوں کفار کے عذاب ہیں شعر۔

جو یہاں عیب کسی پہ نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

۵۔ (شان نزول) مشرکین عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں بتاتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ بدنصیبو اپنے لئے لڑکیاں پسند نہیں

(بقیہ صفحہ ۴۵۵) کرتے اللہ کے لئے لڑکیاں ثابت کرتے ہو' کیا خدا نے اچھی چیز یعنی لڑکے تمہیں دیئے بری چیز اپنے لئے رکھی' اب بھی مشرکین ہند اکثر بتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بیماری مشرکین کی پرانی ہے' ہندو گورا' پاربتی' گنگا' جمنا' کالی وغیرہ کو عورت ہی مانتے ہیں ہندوستان کو بھارت ماتا کہتے ہیں ۶۔ دلیلوں سے مثالوں سے' حکمتوں سے عبرتوں سے' قصوں سے' اور ایک ہی مضمون کو چند جگہ مختلف پیرایوں میں سمجھایا۔ کیونکہ بعض لوگ دلائل سے مانتے ہیں بعض ڈر سے بعض مثالوں سے قرآن کریم سب کے لئے آیا ہے' تو سب کی سمجھ کا لحاظ ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ جس دل میں حضور کی عظمت و محبت نہ ہو اسے قرآن کریم نفع نہیں دے گا بلکہ نقصان پہنچائے گا' بعض درختوں کو بارش جلا دیتی ہے' کمزور معدہ والوں کو اچھی غذا بیمار کر دیتی ہے اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر قرآن دیتے ہیں ۸۔ یعنی وہ معبود رب سے مقابلہ کرتے اور اس کے سارے ملک پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے' کیونکہ دوسرے کا دست نگر و محتاج ہونا عیب ہے اور ہر ایک اپنے عیب کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے لہٰذا وہ معبودین بھی خود مختار ہونے کے لئے یہ کرتے اور اگر اپنے عجز و بے بسی پر راضی ہوتے تو وہ الٰہ نہ ہوتے' لہٰذا یہ دلیل برہان قطعی ہے' صرف قناعت کی نہیں ۹۔ یعنی رب کے لئے شریک ماننا اسے کمزور و ضعیف ماننا ہے' دوسروں کو مدد کے لئے وہ شریک کرتا ہے جو خود کام نہ کر سکے۔ اللہ کی شان اس سے بلند ہے۔ ۱۰۔ یعنی فرشتے اور دیگر مخلوقات کیونکہ جن و انسان کے سوا کسی مخلوق میں کوئی مشرک و کافر نہیں۔

بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے [1] بے شک وہ حلم والا

حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ

بخشنے والا ہے اور اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم میں اور

بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے [2] ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا [3]

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ

اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور انکے کانوں میں

وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا

ٹینٹ [4] اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر

عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ

بھاگتے ہیں نفرت کرتے [5] ہم خوب جانتے ہیں جس لئے وہ سنتے ہیں

بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ

جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں [6] اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں جبکہ ظالم

الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ

کہتے ہیں تم پیچھے نہیں چلے مگر ایک ایسے مرد کے جس پر جادو ہوا [7] دیکھو

كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

انہوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں [8] تو گمراہ ہوئے کہ راہ نہیں

سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

پا سکتے [9] اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا

لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً

سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے [10] تم فرماؤ کہ پتھر یا لوہا

الربع

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز زبان قال سے رب کی تسبیح خوان ہے صرف زبان حال سے نہیں کیونکہ حال تو ہر عاقل سمجھ جاتا ہے' ہاں ان کا قال سمجھ سے وراء ہے' بعض صالحین وہ قال بھی جانتے ہیں اور ان کی تسبیح سنتے ہیں چنانچہ صحابہ کرام کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے' ستون کے رونے کی آواز سنی' خیال رہے کہ اگرچہ ہر چیز تسبیح پڑھتی ہے' لیکن ان تسبیحوں کی تاثیروں میں فرق ہے اس ہی لئے سبزے کی تسبیح سے میت کے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے اگرچہ خود کفن اور قبر کی مٹی بھی تسبیح پڑھ رہی ہے اس ہی لئے قبروں پر پھول و سبزہ ڈالتے ہیں' ایسے ہی کافر و مومن کی تسبیح کی تاثیر میں فرق ہے' بلکہ خود مومنوں میں ولی اور غیر ولی کی عبادات میں فرق ہے ۲۔ (شان نزول) جب آیت تَبَّتْ یَدَا نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی جمیلہ پتھر لے کر وہاں آئی جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اس نے حضور کو نہ دیکھا' ابوبکر صدیق کو دیکھا اور آپ سے بولی کہ تمہارے آقا کہاں ہیں' وہ میری ہجو کرتے ہیں صدیق اکبر نے فرمایا کہ شعر گوئی نہیں کرتے وہ یہ کہتی ہوئی واپس ہوئی کہ میں ان کا سر کچلنے کے لئے یہ پتھر لائی تھی' ابوبکر صدیق نے حضور سے دریافت کیا کہ اس نے حضور کو نہ دیکھا کیا وجہ ہوئی' سرکار نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل فرما دیا' اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۳۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفار تک آپ کا نور و فیض نہیں پہنچتا' اس لئے وہ ہدایت پر نہیں آتے' اگر یہ آڑ اٹھ جائے اور آپ ان تک پہنچ جائیں تو انہیں ایمان و عرفان سب کچھ مل جائے شعر۔

کفر و اسلام کے جھگڑے تیرے چھپنے سے بڑھے ☆ تو اگر پردہ اٹھائے تو تو ہی تو ہو جائے

(بقیہ صفحہ ۴۵۶) ۴۔ جس سے وہ قرآن کریم کو درست طور پر سمجھ نہیں سکتے' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی صحیح سمجھ ایمان اور تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے' اس کے بغیر ذہن الٹا کام کرتا ہے جیسا آج کل دیکھا جا رہا ہے' ہر کتاب نور سے پڑھی جاتی ہے' قرآن کا نور تقویٰ ہے' ہر مفسر کو متقی ہونا چاہیے' اللہ توفیق دے ۵۔ معلوم ہوا کہ جس دل کو حضور سے وابستگی نہ ہو وہ قرآن نہ سن سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے قرآن کا فہم صاحب قرآن کے احترام سے ہے ۶۔ کیونکہ وہ شرک کے خوگر ہیں جب توحید کے مضامین سنتے ہیں تو نفرت کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب آدمی کہیں سے بھی ہدایت نہیں پا سکتا جسے حضور کے دروازے سے ہدایت نہ ملی اسے پھر کہاں ملے گی' تمام جگہ کے گناہ حضور کے دروازے پر معاف کراتے ہیں' حضور کے دروازے پر جو گناہ کئے کہاں معاف کرائیں گے ۷۔ یعنی کفار قرآن کریم سنتے بھی ہیں تو مذاق کے لئے یہ سننا بھی گناہ ہے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے خود بدلہ لیتا ہے کہ کفار نے حضور کو مسحور کہا تو رب تعالیٰ نے انہیں ظالم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ جھوٹے کو ایک بات پر قرار نہیں ہوتا' چنانچہ کفار کبھی تو حضور کو ساحر یعنی دوسروں پر جادو کرنے والا کہتے تھے' اور کبھی خود ہی حضور کو مسحور یعنی جس پر دوسرے نے جادو کیا ہو۔ کبھی آپ کو مجنون کہتے جس میں بالکل عقل نہیں اور کبھی شاعر کہتے جس میں بہت عقل ہوتی ہے' معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی بات پر اعتماد نہ کرتے تھے ۹۔ اس آیت میں رب تعالیٰ نے کفار کا شکوہ اپنے حبیب سے فرمایا' لطف یہ ہے کہ حضور نے رب سے عرض نہ کیا۔ مولیٰ دیکھ تو یہ مجھے کیا کہہ رہے ہیں' بلکہ رب نے حضور سے شکوہ کیا اس میں حضور کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے' جیسا کہ ذوق والوں سے پوشیدہ نہیں ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنے' ہلکی مثالیں دینا کفر ہے' دوسرے یہ کہ حضور کے ذاتی و عنادی دشمن کو ایمان کی توفیق نہیں ملتی۔ شیطان کو بھی عنادی کی بیماری تھی۔ ۱۱۔ کفار مکہ کا یہ سوال تعجب و انکار کے لئے تھا۔ یعنی مرنے اور ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد پھر جسم کا بننا۔ اس میں روح پھونکا جانا غیر ممکن ہے' وہ اپنی ابتداء کو بھول گئے' معترض آنکھ بند کرکے اعتراض کرتا ہے۔

ع ۵

أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ

ہو جاؤ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو

فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ

تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار

مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ

پیدا کیا تو اب تمہاری طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب

هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ

ہے تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو جس دن وہ تمہیں بلائے گا

فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا

تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے اور سمجھو گے کہ نہ رہے تھے مگر

قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ

تھوڑا اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ

بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے بے شک شیطان

لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن يَشَأْ

آدمی کا کھلا دشمن ہے تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ چاہے تو

يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ

تم پر رحم کرے چاہے تو تمہیں عذاب کرے اور ہم نے تم کو ان پر کروڑا بنا کر

وَكِيلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ

نہ بھیجا اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا

اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی اور داؤد کو

۱۔ فولاد وغیرہ جسے زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو' جب بھی تمہیں زندہ کیا جائے گا چہ جائیکہ ہڈیاں یا مٹی بن جانا کہ ان میں تو پہلے جان تھی' خیال رہے کہ کونوا امر کا صیغہ ہے مگر یہ امر واجب کرنے کے لئے نہیں' بلکہ منکرین کو الزام دے کر خاموش کرنے کے لئے ہے' ۲۔ چونکہ یہ کفار اپنے موجد کو بھول چکے تھے' اس لئے اپنے لوٹانے والے کو بھول گئے ۳۔ کفار نے دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق تین باتیں پوچھیں..... کیسے زندہ کرے گا' کون زندہ کرے گا' کب زندہ کرے گا' تینوں سوالوں کے جوابات علیحدہ علیحدہ نہایت نفیس طریقہ سے دیئے گئے ۴۔ رب تعالیٰ کا عسیٰ فرمانا یقین پر دلالت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیامت بہت قریب ہے' کیونکہ حضور کی تشریف آوری قیامت کی بڑی علامت ہے' حضور نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا کہ ہم اور قیامت ایسے ہیں جس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم دیا ہے' ۵۔ صور کی آواز کے ذریعے اپنی قبروں سے میدان محشر کی طرف' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندوں کے کام رب کے کام ہیں' کیونکہ قبروں سے اٹھانا' میدان شام کی طرف بلانا' صور پھونکنا حضرت اسرافیل علیہ السلام کا کام ہو گا۔ مگر رب نے فرمایا کہ رب تعالیٰ تمہیں بلائے گا' ایسے ہی بہت دفعہ بندہ رب کے کاموں کے

(بقیہ صفحہ ۴۵۷) متعلق کہہ دیتا ہے کہ یہ میرا کام ہے' حضرت جبریل نے بی بی مریم سے کہا تھا کہ میں تمہیں بیٹا دوں گا ۶۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں تمام عبادات ختم ہو جائیں گی مگر حمد الٰہی وہاں بھی ہوگی' لیکن یہ حمد تکلیفی نہ ہوگی بلکہ روحانی غذا ہوگی' جیسے دنیا میں سانس لینا کافروں کو اس وقت حمد الٰہی کرنا فائدہ مند نہ ہوگا ے۔ آخرت کی زندگی کے مقابلے میں' کیونکہ اس کے مقابل دنیا اور برزخ کی زندگی تھوڑی ہے یا قیامت کی دہشت کی وجہ سے ان کو اپنی لمبی عمریں چھوٹی معلوم ہوں گی' بعد کو وہ اپنی عمر اور عمر کے سارے واقعات یاد کریں گے (روح البیان) ۸۔ یہ مختصر سی آیت عقائد' عبادات' معاملات کے لاکھوں مسائل کو شامل ہے' اس آیت کا

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

زبور عطا فرمائی ۱؎ تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو ۲؎

فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِیْلًا ﴿۵۶﴾

تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا ۳؎

اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ

وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں ۴؎ وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ

اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ یَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ

ڈھونڈتے ہیں ۵؎ کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اسکی رحمت کی امید رکھتے اور اسکے عذاب

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَ اِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ

سے ڈرتے ہیں ۶؎ بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے اور کوئی بستی نہیں مگر یہ

اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا

کہ ہم اسے روز قیامت سے پہلے نیست کر دیں گے ۷؎ یا اسے سخت

عَذَابًا شَدِیْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

عذاب دیں گے ۸؎ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے

وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا

اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے

الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا

جھٹلایا ۹؎ اور ہم نے ثمود کو ناقہ دیا آنکھیں کھولنے کو تو انہوں نے اس پر

بِهَا ؕ وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذْ قُلْنَا

ظلم کیا ۱۰؎ اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو ۱۱؎ اور جب ہم نے تم سے

لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْۤ

فرمایا کہ سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں ۱۲؎ اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں

شان نزول یہ ہے کہ مشرکین عرب مسلمانوں سے بدکلامیاں کرتے تھے' مسلمانوں نے حضور کو بارگاہ میں شکایت کی' اس وقت یہ آیت کریمہ اتری جس میں فرمایا گیا کہ ان کی جاہلانہ باتوں کا جواب جاہلانہ طور پر نہ دیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ' ہو سکتا ہے کہ اس آیت میں واغلظ سے سخت دلیل مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ دلیل قوی دو' مگر بات بے ہودہ منہ سے نہ نکالو۔ خیال رہے کہ اس میں کلمہ طیبہ' تلاوت قرآن مسائل بیان کرنے' لوگوں سے نرم اور میٹھی باتیں کرنی' جس سے دل پر اثر پڑے' سب ہی داخل ہیں ۹۔ اس طرح کہ تمہیں غصہ دلواتا اور بھڑکاتا ہے کہ ترکی بترکی جواب دو' جس سے لڑائی فساد کی نوبت آ جائے' ایسے موقع پر ضبط سے کام لو' اخلاق محمدی کا نمونہ بنو ۱۰۔ اے کافرو کہ اللہ تمہیں ایمان اور اعمال خیر کی توفیق دے' یا اے مسلمانو کہ تمہارے نیک اعمال قبول کرے لہٰذا کسی کافر کے کفر اور اپنے ایمان کے متعلق یقین نہ کرو کہ ہمیشہ باقی رہے گا' کافر کے ایمان کی امید ہے اور مومن کے بگڑ جانے کا خطرہ' رب کی پناہ مانگو ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کفار کے اعمال کے ذمہ دار نہیں' دوسرے یہ کہ حضور انشاء اللہ مومنوں کے ذمہ دار ہیں کہ شفاعت سے بخشوائیں۔ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ۔

۱۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری ہے' یا داؤد علیہ السلام نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی' مگر نبوت بڑی نعمت تھی یا یہودی سمجھے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی تشریف نہ لائے گا مگر حضرت داؤد تشریف لے آئے ایسے ہی ہمارے حبیب بھی نبی ہو گئے تو کیا حرج ہے' زبور میں ڈیڑھ سو سورتیں تھیں مگر ان میں دعائیں اور عملیات تھے (روح خزائن) ۲۔ (شان نزول) کفار عرب ایک بار سخت قحط میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ کتے اور مردار کھا گئے' تو حضور کی بارگاہ میں فریادی ہوئے اور حضور سے دعا کی التجا کی' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن العرفان) خیال رہے کہ ادعوا امر کا صیغہ ہے مگر یہ طعنہ کے لئے ارشاد ہوا۔ اس میں کفار کو بت پرستی کی اجازت نہیں دی گئی' یعنی بتوں کو پکار کر دیکھ لو' وہ قحط سالی دور نہیں کر سکتے' تو ایسے مجبوروں کو پوجتے کیوں ہو ۳۔ یعنی یہ معبود نہیں نہ تو اس پر قادر ہیں کہ تکلیف مٹا دیں' نہ اس پر کہ تم سے منتقل کر کے دوسرے پر ڈال دیں' کشف اور تحویل میں یہ ہی فرق ہے ۴۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام' عزیر علیہ السلام اور فرشتے اور مومن جنات' حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان کفار عرب کے بارے میں آئی جو مومن جنات کو پوجتے تھے' حالانکہ وہ جن حضور پر ایمان لا چکے تھے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈنا لازم ہے' رب فرماتا ہے' وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے بعض معبودین بھی وسیلہ چاہتے ہیں' جیسے مومن جنات اور فرشتے' کہ قیامت میں یہ سب

(بقیہ صفحہ ۴۵۸) ہمارے حضور کا وسیلہ پکڑیں گے ۶۔ پھر کافر انہیں کس طرح معبود سمجھتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور فرشتے سب ہی رب سے خوف و امید رکھتے ہیں' کیوں نہ ہو کہ ایمان خوف و امید ہی پر قائم ہے ۷۔ صور کے پہلے نفخہ کے وقت' لہٰذا قیامت سے مراد یہاں اٹھنے کا وقت ہے جس سے پہلے سب کی ہلاکت ہو چکی ہوگی ۸۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جس جگہ زنا اور سود کی کثرت ہو جائے' وہاں ہلاکت بھیجی جاتی ہے' بعض علماء نے فرمایا کہ ہلاکت نیک بستیوں کے لئے ہے اور عذاب مجرم بستیوں کے لئے (روح) ۹۔ (شان نزول) کفار مکہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں' تو صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیں'

اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي

دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو ۱؎ اور وہ پیڑ جس پر قرآن میں

الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۟۶۰

لعنت ہے ۲؎ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو ۳؎ تو ان سب نے سجدہ کیا

اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۟۶۱ قَالَ

سوا ابلیس کے۔ بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ۴؎

اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى

بولا دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا ۵؎ اگر تو نے مجھے قیامت تک

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۟۶۲ قَالَ

مہلت دی تو ضرور میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا ۶؎ مگر تھوڑا ۷؎ فرمایا

اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

دور ہو ۸؎ تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بیشک تم سب کا بدلہ جہنم ہے

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۟۶۳ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ

بھرپور سزا ۹؎ اور ڈگا دے ان میں سے جس پر قدرت پائے

بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ

اپنی آواز سے ۱۰؎ اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو

فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ

مالوں اور بچوں میں ۱۱؎ اور انہیں وعدہ دے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا

اِلَّا غُرُوْرًا ۟۶۴ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ

مگر فریب سے ۱۲؎ بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں ۱۳؎

اور پہاڑوں کو مکہ معظمہ کی زمین سے ہٹا دیں' وحی الٰہی آئی کہ اگر آپ چاہیں تو ہم ان کے یہ مطالبے پورے کر دیں' لیکن اگر پھر بھی ایمان نہ لائے تو ہلاک کر دیئے جائیں گے اور اگر آپ چاہیں تو ان کو ابھی باقی رکھا جائے' اور ان کے یہ مطالبے پورے نہ کئے جائیں (خزائن العرفان) اس موقعہ پر یہ آیت اتری' لہٰذا یہاں نشانیوں سے ان کے منہ مانگے معجزات مراد ہیں ورنہ حضور نے اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر معجزات دکھائے' خیال رہے کہ جو قوم منہ مانگے معجزے مانگے اور پھر ایمان نہ لائے وہ ہلاک کر دی جاتی ہے' لہٰذا ان معجزوں کا نہ دکھانا بھی رب کی رحمت تھی ۱۰۔ کہ اس اونٹنی کو ناحق قتل کیا اور یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے' لہٰذا انہوں نے اونٹنی پر بھی ظلم کیا اور اپنے پر بھی ۱۱۔ عنقریب آنے والے عذاب سے' یعنی منہ مانگے معجزے' آئندہ عذاب الٰہی آنے کا پیش خیمہ ہوتے ہیں ۱۲۔ یعنی رب تعالیٰ کا علم اور قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے' نہ کہ خود رب تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گھیرنے اور گھرنے سے پاک ہے۔

ع ۶

۱۔ اس میں معراج آسمانی کا ثبوت ہے' کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے معراج میں آیات الٰہیہ بیداری میں لامکان پر جا کر دیکھیں' جس کا مشرکین نے انکار کیا اور فتنہ اٹھایا۔ اگر صرف خواب کی معراج ہوتی تو نہ اس کا انکار ہوتا نہ فتنہ' یہاں دکھاوے سے مراد معراج کی رات کی وہ سیر ہے جس کی خبر حضور نے مکہ والوں کو دی تو کفار نے مذاق اڑایا' اور بعض ضعیف الاعتقاد لوگ مرتد ہو گئے' اور حضرت ابوبکر سن کر صدیق بن گئے' غرضیکہ معراج کو مان کر کوئی صدیق بنا اور کوئی انکار کر کے زندیق ہوا ۲۔ یعنی تھوہر کا درخت جو جہنم کی تہ میں اگے گا' اس کی شاخیں دوزخ کے ہر طبقے میں ہوں گی اور وہی دوزخیوں کی خوراک ہوگی' جب حضور نے یہ خبر کفار کو دی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ دوزخ کی آگ بھی عجیب ہے کہ انسانوں پتھروں کو جلا دے گی اور ہرے درخت کو نہ جلا سکے گی' غرضیکہ اس کا ذکر کفار کے لئے فتنہ بنا' ان اندھوں نے یہ نہ دیکھا کہ جو رب سمندر کیڑے کو آگ میں زندہ رکھ سکتا ہے جس کے حکم سے شتر مرغ انگارے کھا لیتا ہے' ترک میں سمندر کی کھال کی تولیہ بنائی جاتی تھیں جو آگ میں نہیں جلتی تھیں' اگر اس کے حکم سے تھوہر کا درخت آگ میں نہ جلے تو کیا مشکل ہے' ۳۔ تعظیمی سجدہ' ان کے سامنے زمین پر پیشانی رکھ کر' یہ حکم شرعی نہ تھا کیونکہ اس وقت تک کسی نبی کی شریعت نہیں آئی تھی' نیز شریعت کے احکام زمین پر انسانوں کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ فرشتوں کے لئے' نیز یہ سجدہ صرف ایک بار ہوا۔ اگر حکم شرعی ہوتا تو برابر ہوتا رہتا ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ رب کے حکم کے مقابل اپنا قیاس دوڑانا کفر اور شیطانی عمل ہے دوسرے یہ کہ نبی کے اندرونی نور کا احترام نہ کرنا صرف ظاہر کو دیکھ کر انہیں خاکی یا بشر کہے جانا شیطان

باقی صفحہ ۹۶۵ پر

ا۔ کہ اپنے خاص بندوں کو تیرے تمام فریبوں سے محفوظ رکھے گا ۲۔ معلوم ہوا کہ دریا کا سفر مبارک ہے' اگر دین یا دنیاوی فوائد کے لئے ہو جیسے حج یا تجارت وغیرہ اور بلاضرورت منع ہے' لہٰذا حدیث و قرآن میں تعارض نہیں ۳۔ مشرکین عرب جب دریا میں مخالف ہوا یا طوفان میں پھنس جاتے تو صرف رب سے دعائیں مانگتے اور اس کو پکارتے تھے کسی بت کو نہ پکارتے تھے' پھر وہاں سے نجات پا کر جب خشکی پر آتے تو پھر شرک میں گرفتار ہو جاتے' اس آیت میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہے ۴۔ کہ نعمت الٰہی پا کر اسے راضی کرنے کی بجائے اس کو ناراض کرنے والے کام کرتے ہیں۔ یہ عیب ہر غافل میں ہے اس لئے الانسان فرمایا' جو غافل مومن اور کافر کو

وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ

اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو ۱ تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے دریا میں کشتی

فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾

رواں کرتا ہے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو ۲ بے شک وہ تم پر مہربان ہے

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ

اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہیں سب

اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

گم ہو جاتے ہیں ۳ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہو ۴ اور

كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ

آدمی بڑا ناشکرا ہے ۵ کیا تم اس سے نڈر ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا کوئی کنارہ تمہارے ساتھ

يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾

دھنسا دے ۶ یا تم پر پتھراؤ بھیجے ۷ پھر اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ

یا اس سے نڈر ہوئے کہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے ۷ پھر تم پر جہاز

عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ

توڑنے والی آندھی بھیجے تو تم کو تمہارے کفر کے سبب ڈبو دے پھر اپنے لئے

لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ

کوئی ایسا نہ پاؤ کہ اس پر ہمارا پیچھا کرے ۸ اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی ۹

وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا ۱۰ اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں ۱۱

وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ ع

اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا ۱۲ جس دن ہم

شامل ہے ۵۔ جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسایا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے رب تعالیٰ تمہیں سمندر میں ڈبونے پر قادر ہے ایسے ہی خشکی میں بھی زمین پر دھنسانے پر قادر ہے' خشکی و تری سب اس کے فرمان میں ہیں' ہر جگہ اور ہر وقت تم لوگ اس کے قبضے میں ہو اور اس کی رحمت کے محتاج۔ پھر خشکی پر آ کر کفر کرنا کتنی بڑی بے وقوفی ہے' اس آیت میں اگرچہ کافروں کو خطاب ہے مگر ہم غافلوں کو بھی عبرت پکڑنی چاہیے' رب کو دینا بھی آتا ہے اور چھیننا بھی ۶۔ جیسے قوم لوط پر بھیجے تھے' ان آیتوں سے امکان کذب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے' اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد عام عذاب نہ بھیجنے کا وعدہ ہے کہ ارشاد ہو مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ خاص وقتوں میں خاص عذاب آ سکتا ہے بلکہ آئے گا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ اس طرح کہ تمہیں پھر سمندر کا سفر درپیش آ جائے اور پھر وہاں پھنس جاؤ تم کس بوتے پر رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہو' جہاں جس کی موت لکھی ہے وہاں اسے ضرور ہی جانا پڑتا ہے اور وہاں پہنچ کر اسے موت آ جاتی ہے (خدا کرے میری موت مدینہ منورہ کی ہو ایمان کے ساتھ (احمد یار) ۸۔ اس آیت میں کفار کے عقیدہ شفاعت کی نفی ہے' ان کا عقیدہ تھا کہ بتوں کی شفاعت دھونس والی ہے' رب تعالیٰ پر ان کا دباؤ ہے مومن ایسی شفاعت کے قائل نہ تھے' نہ ہیں' نہ ہو سکتے ہیں ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان دیگر تمام مخلوقات سے افضل و اشرف ہے اسی لئے اسے اشرف المخلوقات کہتے ہیں' انسان ہی میں نبی ولی ہیں' انسان ہی کو اچھی صورت' تمام چیزوں پر غلبہ' دنیا و آخرت کی تدبیریں' عقل و رائے عطا فرمائیں' تمام چیزیں اس کے لئے پیدا فرمائیں' دوسرے یہ کہ فاسق و کافر کی انسانیت دیگر مخلوق سے افضل ہے' اگرچہ وہ خود جانوروں سے بھی بدتر ہے حقیقت انسان اور چیز ہے' اسی لئے کفار دوزخ میں شکل انسانی میں نہ جائیں گے ۱۰۔ خشکی میں جانوروں پر ریل میں' موٹر و ہوائی جہاز وغیرہ اور دریا میں کشتیوں جہازوں وغیرہ میں یہ اس کی رحمت و قدرت ہے کہ تمام چیزیں انسان کے لئے مسخر اور تابع فرمائیں' انسان کو چاہیے کہ اللہ و رسول کے تابع رہے مصرع سب ہمارے واسطے ہیں ہم خدا کے واسطے ۱۱۔ حلال اور مزیدار جسمانی نعمتیں اور روحانی غذائیں' بیل کھیتی باڑی میں محنت زیادہ کرتا ہے مگر اسے گھاس و بھوسا ہی ملتا ہے انسان محنت کم کرتا ہے مگر دانہ پھل' دودھ گھی کھاتا ہے یہ رب کی مہربانی ہے ۱۲۔ یہاں اکثر سے مراد کل ہیں' رب فرماتا ہے۔ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ یعنی سارے کافر جھوٹے ہیں یا فرماتا ہے۔ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا یہ سارے کافر گمانوں کے پیرو ہیں' لہٰذا جنس انسان فرشتوں سے بھی افضل ہے کیونکہ فرشتوں میں عقل ہے شہوت نہیں' جانوروں میں شہوت ہے عقل نہیں' انسانوں میں دونوں ہیں' اس لئے جنت صرف انسانوں کے لئے ہے' نبوت' ولایت صرف انسان میں (ماخوذ از خزائن العرفان)

(بقیہ صفحہ ۴۶۰) رب نے فرمایا اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ اور فرمایا وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنا لینا چاہیے۔ شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے تا کہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو' اگر کوئی صالح امام نہ ہو گا' تو اس کا امام شیطان ہو گا اس آیت میں تقلید اور بیعت' مریدی سب کا ثبوت ہے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں کوئی بے پڑھا نہ ہو گا سب لوگ تحریر پڑھ لیا کریں گے اگرچہ دنیا میں بعض لوگ جاہل بھی تھے دوسرے یہ کہ تمام لوگوں کی زبان اس دن عربی ہو گی' کیونکہ نامۂ اعمال کی تحریر عربی

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ

ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے[1] تو جو اپنا نامہ دا ہنے ہاتھ میں

بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ

دیا گیا یہ لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے[2] اور تاگے بھر ان کا حق نہ دبایا

فَتِیْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ

جائے گا اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے

اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ

اور اور بھی زیادہ گمراہ تر[3] اور وہ تو قریب تھا کہ تمہیں کچھ لغزش

عَنِ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖۗ

دیتے[4] ہماری وحی سے جو ہم نے تم کو بھیجی[5] کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت

وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ

کر دو۔ اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے۔ اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے

كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْـًٔا قَلِیْلًا ﴿۷۴﴾ۗۙ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ

تو قریب تھا کہ ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے[6] اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دونی

ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ

عمر اور دو چند موت کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے

لَكَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ

مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے[7] اور بیشک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین

الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ

سے ڈگا دیں[8] کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے

اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا

پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا[9] دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے[10]

زبان میں ہے۔ لیکن کسی کو ترجمہ کرانے کی ضرورت نہ ہو گی۔ بلکہ حساب قبر بھی عربی میں ہو گا ۳۔ یعنی دنیا میں جس کا دل اندھا رہا' ہدایت قبول نہ کی' وہ آخرت میں نجات اور جنت کی راہ دیکھنے سے اندھا ہو گا۔ بلکہ وہاں اس کا اندھا پن زیادہ ہو گا کہ دنیا میں ہدایت کا امکان تھا آخرت میں یہ امکان بھی نہ ہو گا۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں' فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ' ظاہری آنکھیں اس دن سب کی تیز ہوں گی۔ ۴۔ (شان نزول) بنی ثقیف کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اگر آپ ہماری تین باتیں منظور فرما لیں تو ہم آپ کی بیعت کر لیں' اولاً ہم نماز میں جھکیں گے نہیں' یعنی رکوع سجدہ نہ کریں گے' دوم ہم اپنے بتوں کو نہ توڑیں گے' مگر سال میں ایک دفعہ ان کے چڑھاوے' نذرانے وصول کر لیا کریں گے' سوم ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے یہ بھی کہنے لگے' آپ ہم کو ایک خاص عزت بخشیں' جو دوسروں کو نہ بخشی ہو۔ اور اگر کوئی عرب آپ سے اس کی وجہ پوچھے تو فرما دیں کہ اللہ کا حکم ایسا ہی ہے۔ حضور نے یہ باتیں نامنظور فرمائیں اس موقعہ پر یہ آیت اتری۔ جس میں حضور کی استقامت کی تعریف فرمائی گئی معلوم ہوا کہ حضور کو رب نے قدرتی طور پر استقامت بخشی ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ کفار لغزش دینے کے قریب تھے' آپ لغزش پانے کے قریب نہ تھے' اسی لئے صیغہ جمع کا فرمایا ۶۔ یعنی آپ قریب جھکنے کے ہو جاتے ۷۔ یہ آیت ایسی ہے' جیسے رب تعالیٰ کا فرمان لَوْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ اگر رب کے بیٹا ہوتا تو اسے پہلے میں پوجتا' نہ رب کی اولاد ممکن نہ اسے حضور کا پوجنا ممکن' ایسے ہی نہ حضور کا کفار کی طرف قریب المیلان ہونا ممکن نہ آپ پر دنیاوی و دینی عذاب الٰہی آنا ممکن۔ اس آیت میں بھی لَوْ ہے اور یہاں بھی' اس سے معلوم ہوا کہ جاننے والے کا گناہ نہ جاننے والے سے سخت تر ہے ۸۔ (شان نزول) عرب کے مشرکوں نے چاہا کہ سب مل کر حضور کو عرب سے باہر کر دیں۔ مگر اللہ کے فضل و کرم سے وہ اس پر قادر نہ ہوئے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۹۔ کیونکہ نبی کے تشریف لے جانے کے بعد عذاب الٰہی آ جاتا ہے' ایسے ہی مومنوں سے بستی کا خالی ہو جانا عذاب کا باعث ہے ۱۰۔ یعنی جس قوم نے اپنی بستیوں سے اپنے رسول کو نکالا تو انہیں بھی وہاں رہنا نصیب نہ ہوا' عذاب میں گرفتار ہوئے۔

وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ

اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے ۱؎ نماز قائم رکھو ۲؎ سورج ڈھلنے

الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ

سے رات کی اندھیری تک ۳؎ اور صبح کا قرآن ۴؎ بے شک صبح کے

الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً

قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ۵؎ اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو ۶؎ یہ خاص تمہارے

لَّكَ ۖ عَسٰۤی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ

لئے زیادہ ہے ۷؎ قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد

رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ

کریں ۸؎ اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا

صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾

۹؎ اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے ۱۰؎

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا ۱۱؎ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا

زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ

۱۲؎ اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا ۱۳؎ اور

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ

رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے ۱۴؎ اور جب

اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا

ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور

مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ

اسے برائی پہنچے تو ناامید ہو جاتا ہے ۱۵؎ تم فرماؤ سب اپنے کینڈے پر کام کرتے ہیں

ع ۸

ا۔ خیال رہے کہ رب کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا اگر وہ خود اپنی قدرت دکھانے کو تبدیلی فرمادے تو ہو سکتا ہے' اہل مکہ نے حضور کو مکہ سے باہر کر دیا' مگر پھر بھی ان پر عذاب نہ آیا بلکہ اکثر کو ایمان کی توفیق مل گئی یہ رب کا فضل' حضور کی رحمت ہے ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہ جلایا۔ حضرت اسماعیل کو چھری نے ذبح نہ کیا یہ سب قانون کی تبدیلیاں اللہ کی قدرت سے ہیں دوسرا کوئی نہیں بدل سکتا ۲۔ یعنی ہمیشہ پڑھو درست پڑھو' دل لگا کر پڑھو' خیال رہے کہ نماز پڑھنا کمال نہیں بلکہ نماز قائم کرنا کمال ہے' اسی لئے رب نے ہر جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ۳۔ اس میں چار نمازیں آ گئیں۔ ظہر' عصر' مغرب' عشاء کیونکہ یہ چاروں نمازیں سورج ڈھلنے سے رات گئے تک پڑھی جاتی ہیں ۴۔ یعنی فجر کی نماز' اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قرآن کی تلاوت فرض ہے یہاں جز فرما کر کل مراد لیا گیا ۵۔ کہ فجر کے وقت رات کے محافظین اور کاتبین فرشتے جانے نہیں پاتے کہ دن کے محافظین و کاتبین آ جاتے ہیں یہ دونوں جماعتیں نماز فجر میں شرکت کرتی ہیں محافظین فرشتے ساٹھ ہیں۔ کاتبین دو ہر شخص کے ساتھ باسٹھ فرشتے رہتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے ساتھ نماز اچھی ہے اور جس قدر یہ نیک بندے زیادہ ہوں اسی قدر نماز کا ثواب زیادہ ہے ۶۔ یعنی نیند چھوڑو' ہجود نیند ہے اور تہجد نیند ترک کرنا اس سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد رات میں ہی ہو گی' دوپہر کی نیند چھوڑ کر تہجد نہیں پڑھ سکتے کہ من الیل فرمایا گیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ تہجد کے لئے پہلے کچھ سونا شرط ہے۔ کہ بغیر سوئے تہجد نہیں بعد میں بھی کچھ سو لینا سنت ہے تہجد رات کے آخری چھٹے حصے میں پڑھنی بہتر ہے' جو بغیر نماز عشاء پڑھے ہوئے سو کر اٹھا تہجد نہیں پڑھ سکتا تہجد کم از کم دو رکعت ہے زائد سے زائد بارہ رکعتیں ہیں حضور اکثر آٹھ پڑھتے تھے ۷۔ صحیح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد فرض تھی۔ حضور کی امت پر سنت موکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں ایک بھی پڑھ لے سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب سنت کے تارک ہوئے ۸۔ خالق بھی اور ساری مخلوق بھی' یہ ہی وہ مقام ہے جہاں تشریف فرما ہو کر حضور شفاعت کبریٰ کا دروازہ کھولیں گے' یہ مقام حضور کے لئے خاص ہے جس پر سب رشک کریں گے' اس سے معلوم ہوا کہ بڑے درجے والوں کو زیادہ عبادت کرنی چاہیے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا محمد ہونا مقام محمود پر ہی پورے طور پر ظاہر ہو گا کہ حضور اس دن خالق و مخلوق کے محمد ہوں گے ۹۔ یعنی جہاں میرا جانا ہو صدق سے ہو اور جہاں سے نکلنا ہو سچائی سے ہو۔ مکہ سے نکلنا مدینہ' پاک میں داخل ہونا' قبر میں جانا قیامت میں قبر سے اٹھنا' عزت کے ساتھ ہو' عبادت میں داخل ہونا' عبادت سے فارغ ہونا خشوع و خضوع کے ساتھ ہی ہو (تفسیر خزائن العرفان) مسلمان جب بھی کہیں جائے یہ دعا پڑھ کر داخل ہو ۱۰۔ لشکر' خدام' دلیل ایسی عطا فرما جس سے تیری طرف سے دشمن پر غلبہ نصیب ہو' اس سے معلوم ہوا کہ جس سے رب راضی ہو اس کے لئے اچھے مددگار مقرر فرما دیتا ہے' ۱۱۔ یعنی حضور تشریف لائے نور آیا' اندھیرا گیا' اسلام آیا کفر گیا' قرآن آیا شیطان گیا خیر آئی شر گئی' ہدایت آئی گمراہی گئی' مگر یہ سب کچھ اس دولہا کے دم قدم سے ہوا جس کے دم کی یہ ساری بہار ہے سب کچھ وہ ہی لائے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔ فتح مکہ کے دن جب حضور کعبہ معظمہ میں تشریف لے گئے تو آپ کے ہاتھ شریف میں ایک قمچی تھی' یہ آیت پڑھتے اور بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ گر جاتا۔ حالانکہ سب بت لوہے اور رانگ سے جڑے ہوئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور خود حق ہیں جس کو حضور

(بقیہ صفحہ ۴۶۲) حضور سے نسبت ہو جائے وہ حق ہے جو ان سے بے تعلق ہے وہ باطل ہے اگر نماز کو حضور سے تعلق نہ ہو تو وہ نماز باطل ہے اور اگر دنیاوی کاروبار حضور سے وابستہ ہوں تو حق ہیں ۱۳۔ روحانی شفاء' کیونکہ روح عالم امر کی چیز ہے اس کی غذائیں اور دوائیں اس ہی عالم کی چاہئیں' جیسے کہ جسم عالم خلق کی چیز ہے اس کی دوائیں غذائیں اسی عالم کی ہیں' چونکہ قرآن اور صاحب قرآن کے فرمان عالم امر ہی کے ہیں لہٰذا یہ ہی روحانی غذائیں ہیں' ناپاک کپڑے پر سارا قرآن پڑھ کر دم کرو' پاک نہ ہو گا' کیونکہ جب ناپاکی اس دنیا کی ہے تو پانی بھی یہاں کا چاہیے' اور کافر کو سات سمندروں میں غسل دو پاک نہ ہو گا صرف کلمہ شریف سچے دل سے پڑھ لینے سے پاک ہو گا' کیونکہ کفر کی ناپاکی اس دنیا کی ہے تو اس کا پانی بھی وہاں کا ہی چاہیے' یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قرآن ہر ظاہری باطنی بیماری کے لئے شفا ہے لہٰذا اس کا دم اس کا تعویذ گنڈا سب جائز ہوا ۱۴۔ دیکھو لو آج بھی بعض لوگ وہ کھانا نہیں کھاتے' جس پر قرآن شریف پڑھ دیا جاوے' ان کے لئے تو قرآن شریف نقصان ہی کا باعث ہوا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں رب کو بھول جانا اور صرف مصیبت میں لمبی دعائیں مانگنا اور اگر قبولیت میں دیر ہو تو مایوس ہو جانا کافر یا غافل کی علامت ہے' مسلمانوں کو چاہیے کہ ان تینوں عیبوں سے پاک و صاف رہیں خیال رہے کہ یہاں انسان سے کافر یا غافل مراد ہے۔

فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے اور تم سے روح کو

عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ

پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے[۱] اور تمہیں

الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ

علم نہ ملا مگر تھوڑا[۲] اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی

اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا

اسے لے جاتے[۳] پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لئے ہمارے حضور اس پر وکالت کرتا

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾

مگر تمہارے رب کی رحمت[۴] بے شک تم پر اس کا بڑا فضل ہے[۵]

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی

بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ

مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ

ایک دوسرے کا مددگار ہو[۶] اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن

هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا

میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی[۷] تو اکثر آدمیوں نے نہ مانا مگر

كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ

ناشکری کرنا اور بولے کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے

الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ

زمین سے کوئی چشمہ بہا دو[۸] یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی

۱۔ یعنی روح عالم امر کی مخلوق ہے اور تم عالم جسم کے تو تم اس کی حقیقت نہیں معلوم کر سکتے (تفسیر ابن عربی) کفار قریش علماء یہود کے پاس جا کر بولے کہ کوئی تدبیر بتاؤ' جس سے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہہ سکیں' انہوں نے کہا کہ تم ان سے تین سوال کرو' اصحاب کہف کا واقعہ ذوالقرنین کا واقعہ' روح کی حقیقت' اگر وہ تینوں سوالوں کا جواب دے دیں تو بھی سچے نبی نہیں اگر تینوں کا جواب نہ دیں تب بھی سچے نہیں اگر پہلے دو کا جواب دیں اور تیسرے کا نہ دیں' تو سچے نبی ہیں' چنانچہ انہوں نے آکر حضور سے یہ سوالات کئے' حضور نے پہلے دو کے جواب مفصل ارشاد فرمائے مگر روح کی حقیقت بیان نہ فرمائی ۲۔ یعنی اے پوچھنے والو تم کو علم کم دیا گیا نہ کہ مجھے' مجھے تو رب نے بہت علم دیا' روح تو خود حضور کے نور سے ہی پیدا ہوئی ہے' اس کی خبر آپ کو کیسے نہ ہو' علم روح کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو ۳۔ اس طرح کہ قرآن کریم کو ورق اور سینوں سے مٹا دیتے جیسا کہ قرب قیامت میں ہو گا ۴۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے قیامت تک قرآن محفوظ فرمایا' قیامت کے قریب قرآن کریم اٹھا لیا جائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا علم و حفظ اللہ کی مہربانی سے حاصل ہوتا ہے ۵۔ اس طرح کہ رب نے آپ کو نبیوں کا سردار بنایا' آپ پر قرآن اتارا۔ شفاعت کبریٰ اور مقام محمود آپ کو بخشا' آپ کے دین میں تاقیامت علماء' اولیاء پیدا فرمائے' کون ہے جو آپ کی عظمت کماحقہ' جان سکے ۶۔ (شان نزول) مشرکین عرب نے کہا تھا کہ اگر ہم چاہیں تو قرآن کی مثل بنالیں اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری' جب انسان چاند سورج کی مثل نہیں بنا سکتا' تو قرآن کی مثل کیسے بنا سکے گا' چنانچہ کفار عرب نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر قرآن کریم کی ایک آیت کی مثل نہ بن سکی' خیال رہے کہ یہاں جن میں فرشتے بھی داخل ہیں کیونکہ وہ بھی ہماری نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں (روح البیان) ۷۔ یہاں مثل سے مراد ہیں عجیب و غریب معانی ان کے دلائل' گزشتہ واقعات' ڈرانا' خوشخبریاں دینا' چونکہ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہیں اور قرآن کریم سارے انسانوں کے لئے آیا' لہٰذا اس میں سب چیزیں ہونی

(بقیہ صفحہ ۴۶۳) چاہئیں' امام جعفر ابن محمد صادق فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی عبادت عوام کے لئے ہے اور اس کے اشارے خواص کے لئے اس کے لطائف اولیاء اللہ کے لئے اس کے حقائق انبیاء کرام کے لئے' مولانا فرماتے ہیں۔ ظاہر قرآن چو شخص آدمی ست ☆ کز نقوشش ظاہر و جانش خفی ست ☆ ۸۔ (شان نزول) سرداران قریش جب قرآن کریم کے مقابلے سے عاجز رہے تو کعبہ معظمہ کے پاس جمع ہوئے اور وہاں حضور کو بلوایا اور بولے کہ آج ہم نے آپ کو فیصلہ کن بات کے لئے بلایا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم ملک و دولت' اچھی بیوی' بادشاہت آپ کو دے دیں' اگر آپ کو کوئی دماغی بیماری ہے تو ہم آپ کا علاج کرا دیں' خرچہ ہم پر ہو گا۔

عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ

باغ ہو پھر تم اس کے اندر بہتی نہریں رواں کرو یا تم ہم پر آسمان گرا دو

كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

جیسا تم نے کہا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن

قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي

لے آؤ یا تمہارے لئے طلائی گھر ہو یا تم آسمان میں

السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا

چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم

نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا

پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں

رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ

مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس

الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ

تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے تو

لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى

ان پر ہم رسول بھی آسمان سے فرشتہ اتارتے تم

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

فرماؤ اللہ بس ہے گواہ میرے تمہارے درمیان بے شک وہ اپنے بندوں کو

خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ

جانتا دیکھتا ہے اور جسے اللہ راہ دے وہی راہ پر ہے اور جسے

حضور نے فرمایا کہ ان میں سے کچھ بھی نہیں صرف تم اللہ کو ایک اور مجھے اس کا سچا رسول مان لو' اس میں ہی تمہاری خیر ہے' ورنہ میں تمہاری سختیوں پر صبر کروں گا' اور رب کے فیصلے کا انتظار' تب وہ بولے کہ اچھا اگر آپ سچے رسول ہیں' تو آپ مکہ معظمہ میں چار نہریں جاری فرما دیں' مکہ کے جنگل پہاڑوں سے صاف کر دیں' ہمارے باپ دادوں کو زندہ فرما دیں کہ وہ آ کر تمہاری گواہی دیں' یا اپنی گواہی کے لئے کوئی فرشتہ اتار دیں یا کم از کم آپ کے پاس اچھے باغات اور سونے چاندی کے خزانے ہونے چاہئیں' امیہ بولا کہ میں تو آپ پر جب ایمان لاؤں گا کہ آپ سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں اور وہاں سے ایسی کتاب لائیں جو ہم بھی پڑھیں' ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) معلوم ہوا کہ مقابلہ کے لئے معجزہ مانگنا طریقہ کفار ہے' اور ایمان کے لئے مانگنا درست ہے۔ ۱۔ کہ قیامت میں آسمان گر جائے گا تو آج ہی گرا دو ۲۔ جو ہمارے سامنے آ کر تمہاری تصدیق کریں ۳۔ اس طرح کہ ہمارے سامنے فرشتہ آئے اور لکھی ہوئی مکمل کتاب آپ کو دے جائے' ہم فرشتہ کو بھی دیکھیں' اس کے ہاتھ سے کتاب ملتی ہوئی بھی ملاحظہ کریں' یہ ساری بکواس محض نہ ماننے کی نیت سے دل لگی اور مذاق کے طور پر تھی' اگر یہ مطالبے پورے کر بھی دیئے جاتے تو بھی وہ ایمان نہ لاتے ۴۔ اس جواب کا منشاء یہ نہیں کہ حضور ان میں سے کوئی مطالبہ بھی پورا نہ فرما سکتے تھے' بلکہ منشا یہ ہے کہ تمہارے یہ مطالبے منظور نہیں' کیونکہ اگر ان میں سے کوئی معجزہ دکھایا گیا اور پھر بھی تم ایمان نہ لائے تو ہلاک کر دیئے دیئے جاؤ گے' جیسا کہ عادت الٰہیہ ہے' یعنی حضور کو ان سب پر قدرت ہے مگر دکھانے کی اجازت نہیں آگ نے جناب خلیل کو جلایا نہیں' چھری نے جناب اسمٰعیل کو ذبح نہیں کیا کیونکہ اجازت نہ تھی' حضور کے اختیار قدرت کا یہ حال ہے کہ حضور نے کنکروں سے کلمہ پڑھوا دیا۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا کر دکھائے فرشتے بارہا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' جو صحابہ نے دیکھے بہر حال نہ کرنا اور ہے نہ کر سکنا کچھ اور' خیال رہے کہ حضور خود اپنے کو بشر فرمائیں تو آپ کا یہ کمال ہے اگر ہم برابری کے دعویٰ سے بشر کہیں تو کافر ہو جائیں' پیغمبروں نے اپنے کو ظالم' ضال فرمایا ہے ہم کو یہ حق نہیں کہ ان کے حق میں یہ لفظ استعمال کریں ۵۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کی بشریت پر نظر رکھنا ایمان سے روک دیتا ہے' جنہوں نے محمد ابن عبد اللہ کو دیکھا وہ کافر رہے' جیسے ابو جہل' جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ صحابی ہو گئے جیسے صدیق اکبر ۶۔ یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ بشر کو رسول بنا کر بھیجے' رسالت کے لئے کوئی فرشتہ یا کم از کم جن چاہیے ان بے وقوفوں کی حماقت تو دیکھو کہ انسان کے بشر ہونے پر تعجب کرتے تھے مگر لکڑی پتھروں کو خدا مان لیتے تھے ۷۔ خیال رہے کہ زمین پر بعض فرشتے رہتے تو ہیں مگر بستے نہیں' ان کا اصل مقام عالم غیب ہے اس لئے یَمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ فرمایا گیا ہے' یہاں زمین پر

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ

گمراہ کرے تو ان کیلئے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے ۱ اور ہم انہیں

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ

قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے ۲ ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ

جہنم ہے جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے ۳ یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ

بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا

انہوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا ۴ اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

گے تو کیا سچ مچ ہم نئے بن کر اٹھائیں جائیں گے ۵ اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ

جس نے آسمان اور زمین بنائے ۶ ان لوگوں کی مثل بنا سکتا ہے

يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى

۷ اور اس نے ان کے لئے ایک میعاد ٹھہرا رکھی ہے جس میں کچھ شبہ نہیں ۸ تو

الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ

ظالم نہیں مانتے بے ناشکری کئے تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں

رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ

کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں ۹ اور آدمی

الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ؏ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ

بڑا کنجوس ہے ۱۰ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں

بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ

دیں ۱۱ تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ ان کے پاس آیا تو اس سے

(بقیہ صفحہ ۴۶۴) فرشتے ایسے رہتے ہیں جیسے کسی جگہ حکام و پولیس انتظام کے لئے مقیم ہوں' ان کا وطن اور جگہ ہو' لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ زمین پر فرشتوں کا رہنا احادیث سے ثابت ہے' ۸۔ یعنی اگر زمین میں بجائے انسانوں کے فرشتے بستے ہوتے تو نبی بھی فرشتہ ہی آتا' کیونکہ نبی تبلیغ کے لئے تشریف لاتے ہیں اور قوم کو تبلیغ وہ ہی کر سکتا ہے جو قوم کی زبان' اس کے طور طریقوں سے واقف ہو' ان کے دکھ دردوں سے خبردار ہو اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ نبی قوم کی جنس سے ہو۔ تعجب ہے کہ کفار فرشتوں کو انسان سے افضل سمجھتے تھے اس لئے کہتے تھے کہ فرشتہ نبی کیوں نہ ہوا' حالانکہ انسان فرشتوں سے افضل ہے' فرشتوں نے انسان کو سجدہ کیا نہ کہ انسان نے فرشتوں کو ۹۔ حضور کے معجزات سے بے جان چیزوں کا کلمہ پڑھنا آفتاب و چاند کا حضور کی اطاعت کرنا' یہ سب رب کی گواہی ہے پھر تاقیامت اللہ کے مقبول بندوں کا مومن ہونا بھی رب کی گواہی کی بنا پر ہے' ۱۰۔ کہ کون ہدایت پر ہے کون گمراہی پر اور کس کا انجام کس حال میں ہو گا' آپ سے یہ مطالبے کرنے ان کے انجام خراب ہونے کی علامت ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے دنیا اور آخرت میں مددگار مقرر فرما دیئے ہیں' کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے وہ ہی فیض لیتا ہے جس کے دل میں ہدایت کا تخم قدرت نے بویا ہو' قرآن و حدیث رحمت کی بارش ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں دل کا حال اعضاء پر ظاہر ہو گا۔ جس کا دل اندھا تھا وہاں اس کی آنکھ اندھی ہو گی اور جس کا دل بہرا تھا وہاں اس کے کان بہرے ہوں گے مگر یہ اول قیامت میں ہو گا پھر سب کو نہایت تیز آنکھیں اور کان دیئے جائیں گے رب فرماتا ہے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ' گویا قبر سے محشر تک اندھا بہرا جائے گا اور وہاں پہنچ کر انکھیارا ہو گا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں مختلف آیتوں میں مختلف وقتوں کا ذکر ہے ۳۔ تاکہ کفار کو آس کے بعد یاس بہت تکلیف کا باعث ہو' کیونکہ دوزخ کے ٹھنڈے ہونے سے انہیں امید ہو گی' پھر بھڑک جانے سے ان کی آس ٹوٹ جائے گی ۴۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام عذاب کفار کے لئے ہیں' مومنوں کے عذاب کی نوعیت کچھ اور ہو گی' اگرچہ مومن کتنا ہی گنہگار ہو' خیال رہے کہ ایک آیت کا انکار تمام آیتوں کا انکار ہے' اور حضور کی ایک صفت کا انکار سارے قرآن بلکہ تمام کتابوں کا انکار ہے ۵۔ یعنی نئے طریقہ سے بغیر نطفہ کے صرف مٹی سے اور اس جسم کی نوعیت اس جسم سے جدا ہو گی' یہ کیسے ہو سکتا ہے' خیال رہے کہ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہیں بلکہ مذاق اڑانے اور انکار کرنے کے لئے تھا ۶۔ یعنی بغیر مادہ اور بغیر کسی مثال کے' تو اگر وہ تمہیں بھی بغیر نطفہ کے پیدا فرما دے' تو کیا حرج ہے ۷۔ خیال رہے کہ محشر میں جسم انسان کے اصلی اجزاء وہ ہی ہوں گے جو دنیا میں تھے اسی طرح روح بھی وہ ہی ہو گی' لیکن ترکیبی اجزاء اور ہوں گے' اس لئے گورے کافر وہاں کالے ہوں گے' اور کالے مسلمان گورے' کافروں کے جسم بہت بڑے' اس لئے یہاں مثل فرمایا۔ روح اور اجزاء اصلیہ کے لحاظ سے وہی ہوں گے اور اجزاء ترکیبیہ کے لحاظ سے مثل ۸۔ ہر چیز کا ایک وقت ہے' بیماری' شفا' کامیابی' قبولیت دعا' تمام اپنے وقت پر ہوں گی' قبولیت میں جلدی نہ کرنی چاہیے' رب سے دعا مانگو' اس کو مشورہ نہ دو' اسی طرح کفار کا انبیاء سے مطالبہ کرنا کہ ابھی عذاب لے آؤ۔ یہ مطالبہ وقت سے پہلے تھا ۹۔ یعنی اے کافرو اگر تم لوگ رب کی نعمتوں کے مالک ہوتے تو کسی کو ایک شمہ نہ دیتے' صرف اپنے پر خرچ کرتے اور یہ خرچ بھی بڑی احتیاط سے کرتے کہ

(بقیہ صفحہ ۴۶۵) کہیں ختم نہ ہو جائے' اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کو اپنی تمام نعمتوں کا مالک بنا دیا۔ فرماتا ہے اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں' لہٰذا یہ آیت حضور کی غیر مختاری کی دلیل نہیں بن سکتی' ۱۰۔ یہاں انسان سے مراد کافر' غافل کنجوس انسان ہے نہ کہ سارے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی مثل تو دنیا بھر میں ناممکن ہے' ۱۱۔ ان میں سے بعض تو معجزے تھے اور بعض فرعون پر عذاب جو بالواسطہ معجزے تھے' عصا' ید بیضا' زبان شریف کی لکنت جو جاتی رہی' دریا کا پھٹنا طوفان' ٹڈی' مینڈک' جوئیں' خون وغیرہ۔

فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ

فرعون نے کہا اے موسیٰ میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا [1] کہا یقیناً تو

عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے [2]

بَصَآىٕرَ ۚ وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ

دل کی آنکھیں کھولنے والیاں اور میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے [3] تو

اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ

اس نے چاہا کہ ان کو زمین سے نکال دے [4] تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو سب

جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا

کو ڈبو دیا [5] اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا اس زمین

الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾

میں بسو [6] پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا ہم تم سب کو گھال میں لے آئیں گے [7]

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا

اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق ہی کے لئے اترا [8] اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر

وَّ نَذِیْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی

خوشی اور ڈر سناتا [9] اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو

مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ

اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا [10] تم فرماؤ کہ تم لوگ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ [11]

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ

بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا ہے

یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ

ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں [12] اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو

وقف لازم

۱۔ یعنی اے اسرائیلیو' جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہہ دیا تو اگر تم آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہو تو کیا بعید ہے یہ کفار کی پرانی عادت ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کی نبوت دل سے جانتا تھا مگر زبان سے انکاری تھا' جیسے ابلیس آدم علیہ السلام کی نبوت' اور ابو جہل حضور کی رسالت کو جانتا تھا' فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزے آپ کے بچپن شریف میں ہی دیکھے تھے ۳۔ یہاں ظن بمعنی یقین ہے معلوم ہوا کہ پیغمبر ہر شخص کے انجام سے خبردار ہوتے ہیں کہ آپ نے فرعون سے پہلے ہی فرما دیا۔ کہ تو ہلاک ہو گا۔ تجھے ایمان کی توفیق نہ ملے گی اور ایسا ہی ہوا۔ خیال رہے کہ سعادت و شقاوت پر خاتمہ ہونا علوم خمسہ میں سے ہے جس کا علم انبیاء کرام کو رب دیتا ہے ہمارے حضور نے خبر دے دی کہ ابوبکر جنتی ہیں۔ حسین جنتی ہیں۔ فلاں دوزخی ہے وغیرہ ۴۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو قتل و ہلاک کر کے روئے زمین سے نکال دے' ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام مصر سے چلے' تو انہیں پکڑنے کے لئے فرعون نے پیچھا کیا اگر مصر سے نکالنا چاہتا تو وہ تو وہاں سے چلے گئے تھے ۵۔ جو کفر میں فرعون کے ساتھی تھے وہ ڈوبے' ورنہ بعض قبطی جو ایمان لا چکے تھے وہ غرق نہ ہوئے' جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے ۶۔ کہ جس زمین پر عذاب نہ آیا ہو وہاں رہنا جائز ہے' فرعون مصر سے نکل کر ڈبو دیا گیا' ورنہ جس سرزمین پر عذاب آیا وہاں ٹھہرنا بھی منع ہے چہ جائیکہ وہاں رہنا' اس زمین سے مراد شام کی زمین ہے یا مصر و شام دونوں کی ۷۔ یعنی نیک و بد مومن و کافر ایک ساتھ محشر میں جمع ہوں گے' پھر ان کی چھانٹ ہو گی' رب فرمائے گا وامتازوا الیوم ایھا المجرمون ۸۔ یعنی جیسا رب نے اتارا تھا ویسا ہی اترا' راستہ میں خلط ملط نہ ہوا۔ نیز جیسا اترا تھا ویسا ہی ہم تک پہنچا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ سچے امین ہیں' یہ آیت وبالحق انزلنہ وبالحق نزل ہر بیماری کا علاج ہے' بیماری کی جگہ ہاتھ رکھ کر یہ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ شفاء ہو گی' محمد ابن سماک کو حضرت خضر علیہ السلام نے یہ دعا بتائی تھی (روح البیان) ۹۔ یعنی ان کی ہدایت تمہارے ذمہ نہیں' نہ تم سے قیامت میں ان کے متعلق یہ سوال ہو کہ یہ ایمان کیوں نہ لائے رب فرماتا ہے۔ ولا تسئل عن اصحٰب الجحیم لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہیں کچھ اختیار نہ دیا گیا۔ حضور تو باذن پروردگار مختار ہیں ۱۰۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا آہستہ نزول لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے قرآنی احکام کے پہلے ہی ماہر تھے' جیسا کہ علی الناس سے معلوم ہوا' اس سے حضور نبوت کے ظہور سے پہلے بھی قرآن پر عامل تھے' دوسرے یہ کہ قرآن کی قرات میں حضور کی نقل چاہیے' اپنی طرف سے تجوید کے مسائل نہ گھڑو' تیسرے یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت آہستگی سے ٹھہر ٹھہر کر چاہیے' چوتھے یہ کہ جیسے قرآن کی قرات حضور سے حاصل ہو گی ایسے ہی قرآن کے اسرار و تفسیر بھی حضور ہی سے ملے گی' تفسیر بالرائے حرام ہے اس کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر نعیمی اور جاء الحق کے مقدمہ میں دیکھو ۱۱۔ اس آیت

میں کفار کو کفر کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا' بلکہ رب نے اپنے اور اپنے محبوب کی بے نیازی ظاہر فرمائی 'کہ تمہارے ایمان سے ہمارا بھلا نہیں 'اور تمہارے کفر سے ہمارا کچھ بگڑتا نہیں' تمہارا ہی بھلا برا ہے' ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء اہل کتاب پہلے سے ہی حضور کی آمد کے منتظر اور قرآن کریم کے نزول کے معترف تھے اور حضور کو دیکھ کر' قرآن سن کر ایمان لے آئے' جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہ 'اے مسلمانو تم بھی ان کی پیروی میں سجدہ کرو' یہ سجدہ یا تو سجدہ شکر تھا' یا سجدہ عظمت الٰہی۔

ا۔ یعنی جو وعدہ ہماری کتب میں کیا گیا تھا نبی آخر الزمان کی آمد اور قرآن کے نزول سے پورا ہوا اور ہماری کتابیں سچی ہوئیں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ

اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا ۱ اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے

يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدة قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ

ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ۲ تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو

ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ

یا رحمٰن کہہ کر ۳ جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں ۴

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ

اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو ۵ نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ

ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ

میں راستہ چاہو اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ

وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ

اختیار نہ فرمایا ۶ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ۷ اور کمزوری

لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع

سے کوئی اس کا حمایتی نہیں ۸ اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو ۹

اٰیَاتُهَا ۱۱۰ | ۱۸ سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ ۶۹ | رُكُوْعَاتُهَا ۱۲

سورہ کہف مکیہ ہے اس میں بارہ رکوع ایک سو دس آیات ایک ہزار پانچ سو ستر کلمے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری ۱ اور اس

لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا

میں اصلاً کجی نہ رکھی ۲ عدل والی کتاب اللہ کے سخت عذاب سے

کہ تلاوت قرآن پر رونا سنت ہے' دوسرے یہ کہ قرآن کریم دل میں نرمی اور خشوع و خضوع پیدا کرتا ہے ۳۔ (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دراز سجدہ فرمایا۔ جس میں آپ بار بار فرماتے تھے یا اللہ یا رحمٰن ابو جہل بولا کہ ہم کو تو دو معبودوں کی پرستش سے منع فرماتے ہیں اور خود دو معبودوں کو پکارتے ہیں' اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری' جس میں فرمایا گیا کہ نام دو ہیں مگر نام والا ایک ہی ہے ۴۔ ننانوے سے بھی زیاد نام جن کے معنی بہت پاکیزہ ہیں۔ چونکہ مانگنے والوں کی حاجات مختلف تھیں تو رب کے نام بھی مختلف ہوئے۔ تا کہ ہر بھکاری اپنی حاجت کے مطابق نام لے کر دعا کرے' اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو برے ناموں سے یاد کرنا منع ہے اے رام' پربھو' پرماتمانہ کہو' خیال رہے کہ خدا رب کا نام نہیں بلکہ مالک کا ترجمہ ہے جیسے خالق کا ترجمہ پالنہار' یہ جائز ہے ۵۔ لہٰذا لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانی منع ہے' کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکلتی ہے جو کہ نماز میں ممنوع ہے' اس ہی طرح جب مقتدی تھوڑے ہوں تو زیادہ چیخ کر قراءت کرے (شان نزول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بلند آواز سے قراءت فرماتے تھے' تو کفار رب کو گالیاں دیتے تھے' تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' اس لئے اب بھی ظہر و عصر میں آہستہ قراءت کی جاتی ہے۔ تا کہ مسلمان اس زمانے کی اپنی مجبوری یاد رکھیں ۶۔ جیسا کہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ کہتے تھے۔ مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں اور یہود عزیر علیہ السلام کو' اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بیٹا کہتے تھے' ۷۔ جیسا کہ مشرکین عرب اور مشرکین ہند کا عقیدہ ہے' مجوسی کہتے ہیں کہ خیر کا خالق یزدان ہے اور شر کا خالق اہرمن' معتزلہ کہتے ہیں کہ بندہ خود اپنے اعمال کا خالق ہے یہ سب شریک فی الملک بنانے کی صورت ہیں ۸۔ اس میں ان مشرکین کی تردید ہے جن کا عقیدہ یہ تھا کہ رب نے بعض بندوں کو اس لئے اپنا ولی بنایا ہے کہ وہ اکیلا سارے عالم کا انتظام نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کمزور ہے' اسلامی عقیدے کے اولیاء اور مشرکین کے عقیدے کے اولیاء میں یہ فرق ہوا کہ اسلام میں رب نے اعزازی طور پر بعض کو اپنا ولی بنایا' فرشتوں وغیرہ کے ذمہ انتظام عالم کیا نہ کہ کمزوری کی بنا پر ۹۔ نماز میں اور خارج نماز اللہ اکبر کہا کرو۔ حدیث شریف میں ہے' کہ اللہ تعالیٰ کو چار کلمے بڑے پیارے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بعض قادری مشائخ ہر نماز کے بعد یہ آیت وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ سے آخر تک ایک بار بلند آواز سے پڑھ کر اونچی آواز سے تکبیر کہتے ہیں ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور پر قرآن اتارنا رب تعالیٰ کے کمال شان کا مظہر ہے' اس لئے رب نے اپنی معرفت اس صفت سے کرائی' دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد مطلق ہیں اور یہ عبدیت مطلقہ حضور کی انتہائی نعت ہے' باقی تمام جہان رب کے عبد مقید ہیں (روح) اس لئے حضور اللہ

(بقیہ صفحہ ۴۶۷) کے عبد حقیقی ہیں' تمام عالم حضور کا محتاج ہے' حضور صرف رب کے حاجت مند ہیں ۱۱۔ نہ تو اس قرآن کی عبارت میں خرابی ہے نہ معانی میں اختلاف' نہ خبریں جھوٹی' نہ مضامین میں تناقض

۱۔ یا تو وہ کتاب' یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' کفار یا غافلوں کو دنیاوی یا اخروی عذابوں سے ڈرائیں ۲۔ خیال رہے کہ قرآن کریم نیک مومنوں کو خوشخبری دینے والا ہے اور گنہگار مومنوں کی امید بندھانے والا کہ فرمایا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ لہٰذا نیک عمل کی قید درست ہے' صوفیاء کی اصطلاح میں نیک عمل وہ ہیں جو اللہ رسول کی

مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

ڈرائے ۱ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کریں بشارت دے ۲

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾

کہ ان کے لئے اچھا ثواب ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے ۳

وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ

اور ان کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا ۴ اس بارے میں نہ وہ

مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ

کچھ علم رکھتے ہیں نہ ان کے باپ دادا ۵ کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے

اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿۵﴾ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ

نکلتا ہے ۶ نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں تو کہیں تم اپنی جان پر

نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں

اَسَفًا ﴿۶﴾ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ

غم سے ۷ بیشک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے ۸ کہ انہیں آزمائیں

اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا

ان میں کس کے کام بہتر ہیں ۹ اور بیشک جو کچھ اس پر ہے ایک دن ہم اسے پٹ پر

صَعِيْدًا جُرُزًا ﴿۸﴾ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ

میدان کر چھوڑیں گے ۱۰ کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے

وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ

ہماری ایک عجیب نشانی تھے ۱۱ جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ

اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

لی ۱۲ پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے

رضا کے لئے کئے جائیں لہٰذا ریا کی نماز بد عملی ہے اور اللہ کی رضا کے لئے کھانا پینا سونا جاگنا بھی نیکی ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص جزا کے لئے جنت جا کر وہاں سے نہ نکلے گا ۴۔ وہ عیسائی یہودی اور مشرکین عرب' میں اس آیت میں عام کے بعد خاص کا ذکر ہوا ۵۔ یہاں علم کے معنی جاننا نہیں ہیں بلکہ حق چیز کا جاننا ہے۔ غلط چیز کا جاننا جہالت مرکبہ کہلاتا ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کا فانی ہونا' مجبور ہونا' محتاج ہونا' مخلوق کے مشابہ ہونا' شریک والا ہونا' سب کچھ لازم آتا ہے لہٰذا اس کے لئے اولاد ماننا صدہا کفریات کا سبب ہے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ میں اپنے فرض منصبی سے زیادہ کوشش فرماتے ہیں اور اللہ کے بندوں پر ان کے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں' دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ حضور پر ایسا مہربان ہے کہ ماں باپ بھی اپنی اولاد پر ایسے مہربان نہیں ہوتے کہ وہ اپنے محبوب کی ہر حالت قلبی کی ہر وقت خبر گیری فرماتا ہے ۸۔ انسان' جانور' کھیتی باڑیاں' باغ باغیچے' اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو رب نے بیکار پیدا نہ فرمایا' بعض چیزیں بری ہیں مگر ان کا پیدا کرنا برا نہیں کفار برے مگر کفار کا پیدا کرنا برا نہیں اگر کافر نہ ہوتے تو میدان جہاد کی زینت مسلمانوں کو غزوہ اور غنیمت و شہادت کیسے نصیب ہوتے' کفر کے وجود سے مومن کی بہت سی عبادات قائم ہیں اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر نعیمی کا مطالعہ کرو' جہاں شیطان کے پیدا فرمانے کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں ۹۔ کون ہے جو حلال چیزوں کو اختیار کرتا ہے اور حرام سے بچتا ہے اور کون ہے جو اس میں فرق نہیں کرتا خیال رہے کہ رب کا امتحان لینا اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ اپنے بندوں پر ظاہر فرمانے کے لئے ہے تاکہ قیامت میں کوئی اعتراض نہ کر سکے ۱۰۔ یعنی قیامت میں روئے زمین پر کھیت و باغ وغیرہ کچھ نہ رہیں گے تو ایسی فانی چیز سے دل کیا لگانا ۱۱۔ رقیم' یا کتے کو کہتے ہیں رومی زبان میں' یا اصحاب کہف کے جنگل کا نام ہے یا ان کی بستی کا یا اس تختی کا جس پر اصحاب کہف کے نام کندہ کر کے کہف کے دروازے پر لگائی گئی تھی ۱۲۔ اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اصحاب کہف انسان ہیں دوسرے یہ کہ وہ سب مرد ہیں' تیسرے یہ کہ وہ سب جوان ہیں ان میں کوئی بچہ یا بڈھا نہیں جیسا کہ فِتْيَةٌ سے معلوم ہوا۔ قوی یہ ہے کہ انکی تعداد سات ہے' ۔ملیخا۔ مکسلمینا۔ مرطونس۔ بینونس۔ سارینونس۔ ذونوانس۔ کشفیط۔ طنونس۔ کتے کا نام قطمیر ہے۔ (خازن و خزائن) ان ناموں میں تاثیر یہ ہے کہ اگر لکھ کر دروازہ پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے' مال پر رکھ دیئے جاویں تو چوری نہیں ہوتا۔ کشتی میں لگا دیئے جائیں تو ڈوبنے سے حفاظت ہوتی ہے۔ کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھ کر آگ میں پھینک دیں تو آگ بجھ جاتی ہے' بچے کے گلے میں ڈالیں تو رونے اور ام الصبیان کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے' ان کا تعویذ بنا کر بازو پر

وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِی

اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کے سامان کر لے تو ہم نے اس غار میں انکے کانوں پر

الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ

گنتی کے کئی برس تھپکا ۲ پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دو گروہوں میں کون ان کے

اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ

ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے ۳ ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں

بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَّ

وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے ۴ اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی اور

رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

ہم نے ان کی ڈھارس بندھائی ۵ جب کھڑے ہو کر بولے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمان

وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا

اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے ۶ ایسا ہو تو ضرور ہم نے حد سے

شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَوْ لَا

گزری ہوئی بات کہی ۷ یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں

یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

نہیں لاتے ان پر کوئی روشن سند تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا

پر جھوٹ باندھے ۸ اور جب تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں

اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ

سب سے الگ ہو جاؤ ۹ تو غار میں پناہ لو ۱۰ تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت

وَ یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا

پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا ۱۱ اور اے محبوب تم سورج کو

ع ۱۴

(بقیہ صفحہ ۴۶۸) باندھا جاوے تو قیدی آزاد ہو جائے' بے عقل' عقلمند ہو جائے۔ (جمل و خزائن)

۱۔ اصحاب کہف کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عام لوگ بت پرست ہو گئے' شہر افسوس میں یہ سات حضرات ایمان پر قائم تھے' دقیانوس بادشاہ کا زمانہ تھا' جو ہر مومن کو قتل کرا دیتا تھا۔ یہ حضرات ایمان بچانے کے لئے بھاگے اور قریب کے ایک پہاڑ کے غار میں جا چھپے' وہاں سو گئے' کچھ نقدی سکہ اور ایک کتا ان کے ساتھ تھا' کتا دروازہ غار پر سو گیا' پہاڑ کا نام ینجلوس اور غار کا نام جیروم تھا۔ یہ حضرات رب کی قدرت سے تین سو سال تک سوتے رہے' ادھر دقیانوس ہلاک ہوا' کئی سلطنتیں گزریں' آخر کار ایک بادشاہ بید روس نامی ہوا' جو مومن صالح تھا' ساٹھ سال اس نے سلطنت کی' اس کے زمانے میں لوگ قیامت کے منکر ہو گئے' اس نے دعا مانگی کہ مولا کوئی ایسی نشانی دکھا جو قیامت میں اٹھنے پر دلیل ہو۔ اصحاب کہف اس دوران میں بیدار ہوئے جن کے چہرے ہشاش بشاش تھے' انہوں نے ۔ملیخا سے کہا کہ تم بازار جاؤ اور کچھ کھانا لاؤ مگر اپنا پتہ کسی کو نہ بتانا۔ ملیخا جو شہر میں آئے تو شہر کا نقشہ بدلا ہوا پایا۔ یہ بہر حال ایک نانبائی کی دکان پر گئے' روٹی خریدی' جب اسے پیسے دیئے تو وہ بولا کہ یہ سکہ تو آج سے تین سو سال پہلے دقیانوس کے زمانے کا ہے تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ اس کو پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے حاکم بولا کہ شاید تمہیں کوئی خزانہ ہاتھ لگا ہے' بتاؤ وہ خزانہ کہاں ہے؟ ۔ملیخا نے اپنا واقعہ اسے سنایا۔ تب بادشاہ اور دیگر حکام اور شہر والے انہیں دیکھنے غار پر پہنچے۔ بادشاہ بید روس نے ان لوگوں سے مصافحہ کیا اور اپنی رعایا سے کہا کہ جو رب ان بزرگوں کو تین سو سال تک سلا کر اٹھا سکتا ہے وہ قیامت میں مردے بھی زندہ فرما سکتا ہے' یہ حضرات پھر اپنی جگہ جا کر سو گئے۔ بادشاہ نے وہاں غار کے دروازے پر مسجد بنانے کا حکم دیا۔ وہاں لوگ ہر سال جمع ہوتے تھے اور عید کی طرح خوشی مناتے تھے (تفسیر خازن و خزائن وغیرہ) معلوم ہوا کہ بزرگوں کا عرس منانا بڑی پرانی رسم ہے' جو مومنوں میں رائج ہے۔

۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کرامت اولیاء برحق ہے' اصحاب کہف بنی اسرائیل کے اولیاء ہیں۔ ان کا بے آب و دانہ اتنی مدت زندہ رہنا کرامت ہے' دوسرے یہ کہ کرامت ولی سے سوتے میں بھی صادر ہو سکتی ہے' اسی طرح بعد موت بھی' ان کے جسموں کو مٹی کا نہ کھانا یہ بھی کرامت اولیاء ہے ۳۔ یعنی لوگ اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت میں اختلاف کریں گے دیکھیں کون صحیح بتاتا ہے ۴۔ اپنے الہام سے یا عیسیٰ علیہ السلام کے بعض حواریوں کے فیض صحبت سے' ۵۔ یعنی ہم نے انہیں ہدایت پر قائم رکھا اور بادشاہ کے سامنے انہیں مقابلے میں گفتگو کرنے کی ہمت دی ۶۔ یہاں دعا ۔معنی پوجنا ہے نہ کہ ۔معنی پکارنا' یہ مطلب نہیں کہ ہم خدا کے سوا کسی کو پکاریں گے نہیں' دینی و دنیاوی کاموں کے لئے دن رات پکارا جاتا ہے' ابراہیم علیہ السلام نے مردہ جانوروں کو پکارا ہم ہر التحیات میں حضور کو پکار کر سلام کرتے ہیں ۷۔ یعنی انہوں نے دقیانوس سے کہا کہ تیرے بنائے ہوئے بتوں کو نہ پوجیں گے' ۸۔ جب بادشاہ سے یہ سب کچھ کہہ چکے تو آپس میں یوں گفتگو کرنے لگے ۹۔ یعنی اس کافر قوم میں نہ رہو۔ چلو کہیں گوشہ میں جا چھپیں' جہاں ان کے فتنہ سے بچ کر رب کی عبادت کیا کریں' ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو گوشہ عافیت ضرور دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فتنوں کے زمانہ میں خلقت سے علیحدگی اپنے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ کر کے

طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ كَهۡفِهِمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَاِذَا غَرَبَتۡ

کو دیکھو گے لہ کہ جب نکلتا ہے تو ان کی غار سے داہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے

تَّقۡرِضُهُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمۡ فِىۡ فَجۡوَةٍ مِّنۡهُ‌ ؕ ذٰلِكَ مِنۡ

تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے ؎ حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں ؎ یہ اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ‌ ؕ مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ‌ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ

نشانیوں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے ؎ اور جسے گمراہ کرے

فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحۡسَبُهُمۡ اَيۡقَاظًا وَّهُمۡ

تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے ؎ اور تم انہیں جاگتا سمجھو اور وہ

رُقُوۡدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ‌ ۖ

سوتے ہیں ؎ اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں ؎ اور

وَكَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَيۡهِ بِالۡوَصِيۡدِ‌ ؕ لَوِ اطَّلَعۡتَ عَلَيۡهِمۡ

ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر ؎ اے سننے والے اگر تو انہیں

لَوَلَّيۡتَ مِنۡهُمۡ فِرَارًا وَّلَمُلِئۡتَ مِنۡهُمۡ رُعۡبًا ﴿۱۸﴾ وَكَذٰلِكَ

جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے ؎ اور ان سے ہیبت میں بھر جائے ؎ اور یونہی ہم

بَعَثۡنٰهُمۡ لِيَتَسَآءَلُوۡا بَيۡنَهُمۡ‌ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ‌ ؕ

نے ان کو جگایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں لہ ان میں ایک کہنے والا بولا ؎ تم یہاں

قَالُوۡا لَبِثۡنَا يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ‌ ؕ قَالُوۡا رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا

کتنی دیر رہے کچھ بولے ایک دن رہے یا دن سے کم ؎ دوسرے بولے تمہارا رب خوب جانتا ہے

لَبِثۡتُمۡ ؕ فَابۡعَثُوۡۤا اَحَدَكُمۡ بِوَرِقِكُمۡ هٰذِهٖۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ

جتنا تم ٹھہرے ؎ تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو ؎

فَلۡيَنۡظُرۡ اَيُّهَاۤ اَزۡكٰى طَعَامًا فَلۡيَاۡتِكُمۡ بِرِزۡقٍ مِّنۡهُ

پھر وہ غور کرے کہ وہاں کونسا کھانا زیادہ ستھرا ہے ؎ کہ تمہارے لئے اس میں سے کھانے کو لائے ؎

(بقیہ صفحہ ۴۶۹) کفار میں رہنا حرام ہے وہاں سے موقعہ ملتے ہی نکل جانا چاہیے۔ رب فرماتا ہے۔ اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً دیکھو اصحاب کہف نے تقیہ نہ کیا ۱۱ یعنی تمہارے دین پر قائم رہنے کی وجہ سے رب تمہاری مشکلیں آسان فرمادے گا

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور نے اصحاب کہف کو دیکھا ہے' ان کے آرام فرمانے کے رخ کا بھی مشاہدہ فرمایا۔ جیسا کہ معراج کے واقعات میں مذکور ہے۔ ۲۔ یعنی ان کا غار جنوب رخ واقع ہوا ہے کہ سورج نکلتے وقت بائیں اور غروب کے وقت داہنے ہو جاتا ہے اور ان پر کسی وقت دھوپ نہیں پہنچتی یہ ہی تفسیر زیادہ قوی ہے ۳۔ کہ ہر وقت انہیں تازہ ہوائیں پہنچتی رہتی ہیں یعنی وہ کھلے میدان میں ہونے کے باوجود دھوپ سے محفوظ ہیں' یا تو ان کی یہ کرامت ہے یا کچھ رخ ہی ایسا ہے اول بات زیادہ قوی ہے کیونکہ اسے رب نے اپنی آیات فرمایا ۴۔ یعنی ہدایت والا اولیاء اللہ کی کرامات کا قائل ہوتا ہے گمراہ کرامات اولیاء کا منکر رہتا ہے وہ یا بحث کرتا ہے یا شرک کے فتوے دیتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مرشد رہبر اور مومن کے لئے دونوں ہیں' آج جتنے بے پیرے بے نورے ہیں سب گمراہ بے دین ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ وہ اب بھی سو رہے ہیں زندہ ہیں فوت نہیں ہو گئے ان کی آنکھیں کھلی ہیں جس سے دیکھنے والا انہیں بیدار سمجھے' اگر وہ حضرات فوت ہو چکے ہوتے تو انہیں رقود نہ فرمایا جاتا کیونکہ میت کو سوتا ہوا نہیں کہا جاتا ۷۔ سال میں دو دفعہ یا صرف ایک دفعہ عاشورہ کے دن' پہلا قول سیدنا ابو ہریرہ کا ہے دوسرا قول سیدنا عبداللہ ابن عباس کا (روح و خزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے خاص بندوں کے کام رب کے کام کہلاتے ہیں کیونکہ یہ کروٹیں بدلوانا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ انہیں ہم کروٹیں بدلواتے ہیں' دوسرے یہ کہ اصحاب کہف زندہ ہیں کیونکہ کروٹیں سوتا ہوا بدلتا ہے نہ کہ مرا ہوا' رب تعالیٰ اس پر قادر تھا کہ وہ حضرات کروٹیں نہ بدلیں۔ پھر بھی مٹی نہ کھائے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی صحبت کا کتے پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا ذکر عزت سے قرآن میں آیا اور اس کے نام کے وظیفے پڑھے جانے لگے اس کو دائمی زندگی نصیب ہوئی۔۔ مٹی اسے نہیں کھاتی' تو جس انسان کو نبی کی صحبت نصیب ہو اس کا کیا پوچھنا یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عبادات سے بڑھ کر اچھی صحبت اختیار کرنا ہے کہ اس کا فائدہ انسانوں پر محدود نہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کرامت ولی بیخبری میں بھی صادر ہو سکتی ہے کیونکہ اصحاب کہف کی یہ نیند اور رعب ان کی کرامت ہے ۱۰۔ یہ رعب و ہیبت اصحاب کہف کی حفاظت کے سبب ہیں حضرت امیر معاویہ جنگ روم کے موقعہ پر اس غار پر پہنچے تو آپ نے اس غار میں داخل ہونا چاہا۔ حضرت ابن عباس نے منع فرمایا اور یہ ہی آیت پڑھی' امیر معاویہ نے ایک جماعت اس غار میں بھیجی تو وہ سب وہاں جل گئے (خزائن) ظاہر یہ ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں سے ہے' نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ حضور نے تو رب کو دیکھا اور نہ گھبرائے تو اصحاب کہف تو پھر بندے ہیں' رب فرماتا ہے۔ مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰى میرے حبیب نے مجھے دیکھ کر پلک بھی نہ جھپکایا اور نہ وہ بہکے' نیز بعض روایات میں ہے کہ حضور نے معراج میں اصحاب کہف کو ملاحظہ فرمایا وَاللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ اَعۡلَمُ ۱۱ اس میں اصحاب کہف کے

(بقیہ صفحہ ۴۷۰) تین سو سال کے بعد جگانے کی حکمت کا ذکر ہے کہ دیکھنے والوں کو ایمان نصیب ہو اور خود اصحاب کہف کا ایمان قوی سے قوی تر ہو جائے۔۔۔ ۱۲۔ یعنی مکسلمینا جو ان تمام میں بڑے اور ان سب کے سردار ہیں (خزائن) ۱۳۔ چونکہ اولیاء اللہ کی کرامت لوگوں کو دکھانی منظور تھی' اس لئے رب نے انہیں سونے کی حالت میں اس جہان سے بے خبر کر دیا اور اپنی طرف متوجہ کر لیا جیسے عزیز علیہ السلام کو رب نے سو برس وفات یافتہ اور ادھر سے بے خبر رکھا۔ تاکہ ان کے معجزے کا ظہور ہو' ورنہ اللہ کے مقبول سوتے میں اور بعد وفات اس عالم سے خبردار ہوتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حضور فرماتے ہیں میری آنکھیں سوتی دل نہیں سوتا اس ہی لئے نیند سے حضور کا وضو نہ جاتا تھا کہ بے خبری نہ ہوتی تھی' سارے نبی معراج میں حضور کے پیچھے نماز پڑھ گئے' بہت سے نبی حج وداع میں شریک ہوئے اس لئے یہاں قرآن فرما رہا ہے وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لہٰذا وہابیوں کا یہ قول غلط ہے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو قبرستان میں مردوں کو سلام نہ کیا جاتا۔ کیونکہ بے خبر کو سلام نہیں ۱۴۔ کیونکہ یہ حضرات سورج نکلتے وقت غار میں داخل ہوئے تھے اور آفتاب ڈوبتے وقت اٹھے تھے' وہ سمجھے کہ آج ہی ہم سوئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ اجتہاد کرنا جائز ہے کیونکہ ان بزرگوں نے تخمینہ اور اجتہاد سے ہی مدت بیان کی یہ بھی معلوم ہوا کہ غلبہ ظن پر جو حکم لگایا جائے اس پر یقین نہ کرنا چاہیے ان بزرگوں نے اپنی حجامتیں بڑھی ہوئی' ناخن لمبے دیکھے تو تردد کرنے لگے کہ ایک دن میں اتنی حجامت کیسے بڑھ گئی تو بولے کہ اللہ جانے ہم کتنا سوئے ۱۵۔ دقیانوسی سکہ جو یہ حضرات اپنے ساتھ غار میں لے گئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ توشہ یا پیسہ ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں ۱۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر سے خرید و فروخت جائز ہے دوسرے یہ کہ کافر کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کے لئے حرام نہیں' کیونکہ شہر میں سب دکاندار کافر تھے' موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر برسوں کھانا کھایا' ہمارے حضور نے ظہور نبوت سے پہلے برسوں ابو طالب کے گھر کھانا کھایا' ہاں بخاری شریف میں ہے کہ حضور نے نبوت سے پہلے بھی بتوں کے نام کا ذبیحہ نہ کھایا' تیسرے یہ کہ مزیدار ستھرا کھانا۔ تقویٰ کے خلاف نہیں ۱۷۔ انہیں تھوڑی بھوک صرف اس لئے لگائی گئی کہ اس کے ذریعہ ان کی کرامت ظاہر ہو۔ اور لوگ کرامت اولیاء پر ایمان لائیں ورنہ جو رب انہیں اتنا عرصہ بغیر غذا کے سلا سکتا ہے وہ اب بھی بھوک روکنے پر قادر تھا' اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا آسمان پر بغیر غذا کے زندہ رہنا کچھ مشکل نہیں یہ تو اصحاب کہف کے لئے بھی ثابت ہے

ع ۳ ۱۵

وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا

اور چاہیئے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے بیشک اگر وہ تمہیں جان لیں

عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا

گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا

اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ

نہ ہوگا اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کردی کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ

اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ

سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں جب وہ لوگ انکے معاملہ میں

بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ

باہم جھگڑنے لگے تو بولے انکے غار پر کوئی عمارت بنا دو ان کا رب انہیں خوب جانتا

قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ

ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد

مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

بنائیں گے اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاؤ تکا بات اور کچھ کہیں گے

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا

سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تم فرماؤ میرا رب انکی گنتی خوب جانتا

يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڤ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا

ہے انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی ہی بحث جو

وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ

ظاہر ہو چکی اور انکے بارے میں کسی کتابی سے کچھ نہ پوچھو اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف ... من النصف الاول واللام الثانیۃ من النصف الاخیر ۱۲

۱۔ خیال رہے کہ وَلْيَتَلَطَّفْ کا دوسرا لام قرآن کریم کے پہلے آدھے میں ہے اور ط دوسرے نصف میں۔ ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جب اپنے ایمان کے اعلان کرنے پر قدرت نہ ہو تو ایمان چھپانا جائز ہے مگر کفار میں رہنا سہنا حرام۔ موقعہ پاتے ہی وہاں سے نکل جائے لہٰذا اس سے تقیہ کا ثبوت نہیں ہوتا' دوسرے یہ کہ کفر میں لوٹنے کو ایسا ناپسند کرنا چاہیے جیسے آگ میں گرنے کو' تیسرے یہ کہ کوئی متقی پرہیزگار اپنے ایمان و تقویٰ پر بھروسہ نہ کرے' رب کا فضل مانگتا رہے دیکھو اصحاب کہف کو خطرہ تھا کہ آج ہم مجبوراً کفر میں مبتلا کئے گئے تو شاید پھر کفر سے ہمارے دل لگ جائیں اور اسلام کی طرف نہ واپس ہوں اور آخرت خراب ہو' یہ مراد ہے لَنْ تُفْلِحُوْٓا سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ یعنی اصحاب کہف کو جگانے انہیں بھوک لگانے اور بازار میں بھیجنے میں یہ حکمتیں تھیں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا کھانا پینا بھی کبھی لوگوں کے ایمان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی قبروں پر قبہ گنبد

اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ٘ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ

کہ میں کل یہ کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے ۱ اور اپنے رب کی یاد کر

اِذَا نَسِیْتَ وَ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ

جب تو بھول جائے ۲ اور یوں کہہ کہ قریب ہے کہ میرا رب مجھے اس سے نزدیک تر

مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ

راستی کی راہ دکھائے ۳ اور وہ اپنے غار میں تین سو برس

سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا

ٹھہرے نو اوپر ۴ تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے ۵

لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْؕ

اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب وہ کیا ہی دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے

مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ٘ وَّ لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ

اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں ۶ اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں

اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَ اتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَؕ

کرتا ۷ اور تلاوت کرو جو تمہارے رب کی کتاب تمہیں وحی ہوئی ۸

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ﱚ وَ لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾

اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور ہرگز تم اسکے سوا پناہ نہ پاؤ گے ۹

وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے

وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ٘

ہیں ۱۰ اسکی رضا چاہتے ۱۱ اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں ۱۲

تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا٘ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا

کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے ۱۳ اور اس کا کہنا نہ مانو جسکا دل ہم نے

Page 472.bmp

(بقیہ صفحہ ۴۷۱) بنانا درست ہے کیونکہ رب نے ان کا یہ قول بغیر تردید نقل فرمایا جو علامت جواز ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے قرب میں مسجد بنانی بہتر ہے کہ وہاں نماز زیادہ قبول ہوتی ہے' اسی لئے حضور کی مسجد میں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار ہے' کیوں قریب محبوب کی وجہ سے یہاں عَلَیْھِمْ سے مراد ان کے قریب ہے نہ کہ خاص ان کی آرام گاہ پر یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات اور ان کے مقامات کی زیارت کرنی مسلمانوں کا بہت پرانا طریقہ ہے ان لوگوں نے مسجد یا قبہ بنانے کی تجویز اس لئے کی تھی کہ زائرین کو آسانی ہو ۶۔ یعنی اس زمانہ نبوی میں جو لوگ اصحاب کہف کا قصہ بیان کرتے ہیں ان میں آپس میں اختلاف ہے کوئی ان کی تعداد کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ اور ۷۔ یعنی یہ دونوں اندازے غلط ہیں وہ نہ تین ہیں نہ پانچ ۸۔ یعنی مسلمان' جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید نہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ یہ قول صحیح ہے اور اصحاب کہف کی تعداد سات ہے (روح و خزائن) ۹۔ معلوم ہوا کہ تھوڑے بندوں کو اصحاب کہف کی تعداد کا علم دیا گیا ان میں ہمارے حضور بھی یقیناً داخل ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس اور علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان تھوڑے علماء میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی تعداد کا علم عطا فرمایا (روح و خزائن) روح البیان نے اس جگہ اصحاب کہف کے نام کچھ فرق سے بیان فرمائے ۱۰۔ یعنی ان کی جہالت ظاہر فرمانے کے لئے ان سے اس معاملہ میں زیادہ بحث نہ فرما دیں کہ ایسے مناظرے پاکیزہ اخلاق والوں کی شان کے خلاف ہیں۔ صرف اسی قدر گفتگو کریں جتنی تفصیل قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اصحاب کہف کے واقعہ کا بہت تفصیلی علم بخشا ہے لیکن اس کے اظہار سے منع فرمایا اغیار اظہار کے لائق نہیں ۱۱۔ کیونکہ آپ کو تو رب نے بتا دیا ہے پھر ان سے پوچھنے کی کیا ضرورت.

۱۔ (شان نزول) مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ سے اصحاب کہف کا حال دریافت کیا تو حضور نے فرمایا پھر بتائیں گے اور انشاء اللہ فرمانا یاد نہ رہا تو کئی روز تک وحی نہ آئی اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے حضور سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل بیان نہ فرمائی تھی۔ ۲۔ یعنی انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آئے کہہ لیں' روح البیان نے فرمایا کہ اس جملہ کے نزول کے وقت حضور نے انشاء اللہ فرما لیا' اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نماز پڑھنی بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے ۳۔ یعنی مجھے ایسے معجزے عطا فرمائے جو ان معجزوں سے زیادہ قوی ہوں ابھی صرف اصحاب کہف کا واقعہ پوچھ کر ہی میرا امتحان کر رہے ہو ایک روز آوے گا کہ میں منبر شریف پر قیام فرما کر قیامت تک پیش آنے والے واقعات میں سے ایک ایک کا ذکر کروں گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۴۔ یعنی شمسی مہینوں میں سے تین سو سال اور قمری مہینوں سے نو سال زیادہ۔ چونکہ اس وقت شمسی مہینے ہی مروج تھے اس لئے اس طرح ارشاد ہوا یعنی اہل عرب نے اہل کتاب کی مدت پر ۹ سال زیادہ کئے ۵۔ نجران والے اس آیت کو سن کر بولے کہ تین سو سال تو ٹھیک ہے یہ نو سال کی زیادتی کیسی' اس پر یہ آیت کریمہ اتری کہ تم قمری اور شمسی مہینوں کا فرق نہیں جانتے خیال رہے کہ چاند کے حساب سے ہر سال میں قریباً دس دن بڑھ جاتے ہیں۔ تو تین سال میں قریباً ایک ماہ بڑھے گا اور ۳۶ سال میں ایک سال کا فرق ہو گا۔ یہ تقریبی فرق ہے ہر سو برس میں تین سال کا فرق ہوتا ہے ۶۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا سننا' دیکھنا ایسا قوی ہے کہ تم کو اس سے تعجب ہو جاوے ابصر اور اسمع تعجب کے وزن ہیں ۷۔

(بقیہ صفحہ ۴۷۲) یعنی زمین و آسمان والوں کا اللہ کے سوا کوئی مددگار حقیقی نہیں یا کافروں کا کوئی واقعہ میں مددگار نہیں جنہیں وہ مددگار سمجھے بیٹھے ہیں دھوکے میں ہیں لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ ۸۔ حقیقی حکم اسی کا ہے اس کے سوا جو حاکم ہیں وہ مجازی ہیں لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ ۹۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن عبادت ہے خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے ۱۰۔ جو رب کے مقابل ہو کر اس کی بھیجی ہوئی تکلیف و مصیبت کو ٹال دے' لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ کیونکہ بزرگوں کا مصیبتوں کو ٹال دینا اللہ کے حکم سے ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ اچھوں کے ساتھ رہنا اچھا ہے اگرچہ وہ فقراء ہوں اور بروں کے ساتھ رہنا برا ہے اگرچہ وہ مالدار ہوں' یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح و شام خصوصیت سے رب کا ذکر کرنا بہت افضل ہے' رب فرماتا ہے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو صالح' غریب بڑے پیارے اور محبوب ہیں کیونکہ ان کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں اور محبوب ٹوٹے دلوں کی آس ہیں ۱۲۔ (شان نزول) سرداران قریش نے عرض کیا تھا' کہ ہم اسلام تو قبول کر لیں لیکن ان فقراء و مساکین مسلمانوں کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے ہم کو شرم آتی ہے اگر آپ ان غریبوں کو اپنی مجلس شریف سے علیحدہ کر دیں تو صرف ہم ہی نہیں بلکہ بہت خلقت ایمان قبول کر لے گی' اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے مخلص مسلمان بہت سے ریاکاروں سے بہتر ہیں عطر تھوڑا اچھا پیشاب بہت سا بھی اچھا نہیں' اللہ تعالیٰ اس عطر کے ہمراہ رکھے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ کرم ہمیشہ اپنی امت کے صالحین پر ہے خواہ وہ کہیں اور کسی زمانے میں ہوں حضور کی نگاہ میں ہیں' اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی ثابت ہوتا ہے ۱۴۔ یعنی نہیں چاہو گے' کیونکہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہاری فطرت بنائی ہے' ہم خوب جانتے ہیں کہ تمہارے دل میں ان کی طرف میلان نہیں یہ سوال انکاری ہے۔

قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ

اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو

شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ

چاہے کفر کرے ۲ بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی

سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ

دیواریں انہیں گھیر لیں گی ۳ اور اگر پانی کیلئے فریاد کریں تو ان کی فریاد رسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ

يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

دیئے ہوئے دھات کی طرح ہے ۴ کہ ان کے منہ بھون دے گا کیا ہی برا پینا ہے ۵ اور دوزخ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ

کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ، بیشک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کے نیگ ضائع

اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ

نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں ۶ ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں ۷

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

ان کے نیچے ندیاں بہیں وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں

مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ

گے ۸ اور سبز کپڑے ۹ کریب اور قناویز کے پہنیں گے

وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ

وہاں تختوں پر تکیہ لگائے کیا ہی اچھا ثواب اور جنت کیا ہی

الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا

اچھی آرام کی جگہ اور ان کے سامنے دو مردوں کا

ع ۱۶

۱۔ اس میں قیامت تک کے مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ غافلوں متکبروں' ریاکاروں' مالداروں کی نہ مانا کریں' مخلص صالح غرباء و مساکین مسلمانوں کی اطاعت کیا کریں ان مالداروں کی بات ماننا دنیا و دین برباد کر دیتا ہے' اور ان غرباء کے ساتھ رہنا دونوں جہان درست کر دیتا ہے' اسی لئے اکثر انبیاء اولیاء غربا میں ہوئے۔ ۲۔ یعنی تمہاری وجہ سے فقراء صحابہ کو مجلس شریف سے علیحدہ نہ کیا جائے گا' تم اسلام لاؤ یا نہ لاؤ' لہٰذا یہ فرمان غضب کے اظہار کے لئے ہے یہ مطلب نہیں کہ اسلام قبول کرنے نہ کرنے کی رب نے اجازت دے دی' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقراء صحابہ کا بڑا درجہ ہے ۳۔ چونکہ تم کو غرباء کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے شرم آتی ہے اور جنت فقراء کی جگہ ہے لہٰذا تم کو دوزخ میں رکھا جائے گا' جہاں سردار ہی سردار ہوں گے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کھولتا پانی' اور یہ غذاء صرف کفار کے لئے ہوگی' گنہگار مومن کو اللہ اس سے بچائے گا۔ کیونکہ کفر کا عذاب مسلمان کو نہیں پہنچتا ۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ وہ پانی گاڑھا ہوگا تیل کی تلچھٹ کی طرح جب وہ منہ کے قریب ہوگا۔ تو منہ کی کھال جل کر گر پڑے گی' بعض کا قول ہے' کہ وہ پگھلا ہوا سیسہ ہے اللہ کی پناہ (خزائن) ۶۔ کہ نہ ان کے نیک اعمال کا بدلہ کم دیا جاوے نہ بالکل برباد کر دیئے جائیں بشرطیکہ وہ خود اپنی نیکیاں برباد نہ کر گیا ہو۔ رب کسی کی نیکی برباد نہیں کرتا۔ بندہ خود برباد کرے تو اس کی خوشی ۷۔ یعنی ہمیشہ بسنے کے کہ نہ وہاں سے نکالے جاویں' نہ کسی کو موت آوے اللہ نصیب کرے ۸۔ ہر جنتی کو تین کنگن پہنائے جائیں گے' ایک

(بقیہ صفحہ ۴۷۳) سونے کا' ایک چاندی کا' ایک موتیوں کا' جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے وہاں تک' دنیا میں مردوں کو زیور پہننا اس لئے حرام تھا کہ وہاں جہاد ہوتے تھے اگر ان کے ہاتھوں میں کنگن پڑ جاتے تو تلوار کیسے اٹھاتے' جنت میں جہاد ہو گا نہیں' اس لئے وہاں زیور جائز ہو گا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کو سبز رنگ بہت پسند ہے' اسی لئے جنت کی زمین سبز' شہداء کی روحوں کا رنگ سبز' حضور کے روضہ کا رنگ سبز وغیرہ۔

رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ

حال بیان کرو ان کہ ان میں ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے

وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا

اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور انکے بیچ بیچ میں کھیتی رکھی دونوں

الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا

باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی نہ دی اور دونوں کے

خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ

بیچ میں ہم نے نہر بہائی اور وہ پھل رکھتا تھا تو اپنے ساتھی سے بولا اور وہ

يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ

اس سے ردو بدل کرتا تھا میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا

جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ

ہوں اپنے باغ میں گیا اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا مجھے گمان نہیں کہ یہ

هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ

کبھی فنا ہو اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر میں

رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾

اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ

اس کے ساتھی نے اس سے الٹ پھیر کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠

جس نے تجھے مٹی سے بنایا پھر ستھرے پانی کی بوند سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا لیکن میں تو

هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ

یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ہوں اور کیوں نہ ہوا کہ جب

ا۔ یعنی مومنوں اور کافروں کو یہ دو مثالیں سناؤ تا کہ ہر فریق عبرت پکڑے اور اپنا اپنا انجام سوچ لے' اس سے معلوم ہوا کہ قیاس مجتہد برحق ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء کو چاہیے' کہ مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کیا کریں۔ ۲۔ خیال رہے کہ آس پاس سبز باغ اور بیچ میں ہرا بھرا کھیت دیکھنے میں بہت ہی خوشنما ہوتا ہے' اس سے مالک تمام ضروریات پوری کرتا ہے' کھیت سے غذا اور باغ سے پھل حاصل ہوتے ہیں' "کھجور" اور "انگور" بہترین غذا اور میوہ ہے ۳۔ یعنی کھجور اور انگور کے دونوں باغوں میں خوب بہار آئی پھل خوب لگے ۴۔ یعنی نہ تو یہ ہوا' کہ پھل کم آئے اور نہ یہ کہ پھل لگ کر قبل از وقت جھڑ گئے' پورے پھل آئے اور پورے ہی تیار ہوئے ۵۔ باغ کے بیچ میں نہر خوبصورتی زینت اور باغ کے تروتازہ رہنے کا باعث ہے ۶۔ یعنی مالک باغ کے پاس اس باغ کے علاوہ اور بھی بہت مال سونا چاندی وغیرہ تھا یا انگور' کھجور کے سوا اور بھی میوے کا مالک تھا ۷۔ یعنی یہ شیخی خورہ کافر اور اس کا پڑوسی مومن آپس میں آمنے سامنے مناظرانہ گفتگو کرتے تھے تو یہ شیخی کے طور پر مومن کو ذلیل کرنے کے لئے بولا۔ لہٰذا یہ کلام جرم ہوا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخی مارنا کفار کا کام ہے اور رب کی نعمت پر حمد الٰہی کرنا مومن کا کام' رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اسی طرح مومن کو ذلیل جاننا کفار کا کام ہے ۹۔ یعنی وہ کافر بھی تھا' ناشکرا بھی' متکبر بھی رب کی نعمت پا کر یہ عیب پڑ گئے' معلوم ہوا کہ دنیاوی دولت غافل کے لئے زیادہ جرم کرنے کا باعث ہو جاتی ہے' روح البیان نے فرمایا کہ اس کا نام قطروس تھا اور یہ قصہ صرف تمثیل کے لئے نہیں بلکہ واقع شدہ ہے ۱۰۔ یعنی میری عمر بھر' اس سے ابد الاباد مراد نہیں' کیونکہ بے وقوف کفار بھی مانتے ہیں کہ ایک باغ ہمیشہ نہیں رہ سکتا' اس لئے یہ ہی معنی ہونے چاہئیں ۱۱۔ یعنی مجھے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ قیامت قائم ہو' بلکہ یقین ہے کہ قیامت نہ آوے گی لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ کفار تو قیامت نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ برے اعمال کر کے جنت کی آس لگانی کافروں کا شیوہ ہے' جو بو کر گندم کاٹنے کی امید نہ رکھو ۱۳۔ یعنی اولاً" تو قیامت ہو گی ہی نہیں اگر فرض کرو ہوئی بھی تو مجھے وہاں بھی باغ ہی ملیں گے' کیونکہ جیسے دنیا میں آرام و مال ملا' ایسے وہاں بھی ملے گا۔ یہاں مال ملنا رب کی رضا کی علامت ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت وغیرہ اسلامی عقائد کا انکار درحقیقت رب تعالیٰ کا انکار ہے' کیونکہ وہ کافر رب کا منکر نہ تھا' اس نے کہا تھا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف پھیرا گیا' لیکن چونکہ قیامت کو نہ مانتا تھا' لہٰذا مومن پڑوسی نے اس سے یہ خطاب کیا ۱۵۔ تو جو رب تعالیٰ تجھے مٹی اور نطفے سے انسان بنا سکتا ہے وہ بعد مرنے کے قیامت میں دوبارہ پیدا کر سکتا ہے ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو اپنے ایمان کا اعلان کرنا چاہیے' اپنے نیک اعمال ظاہر کرنا، تا کہ دوسرے اس کی پیروی کریں' ثواب ہے یہ ریا میں داخل نہیں۔

جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ

تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں مگر اللہ کی مدد کا لہ اگر تو مجھے

اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ۚ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ

اپنے سے مال و اولاد میں کم دیکھتا تھا تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے

خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ

اچھا دے تلہ اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تلہ تو وہ پٹ پر

فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ۙ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ

میدان ہو کر رہ جائے تلہ یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے ھ پھر تو

تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ

اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے اور اس کے پھل گھیر لئے گئے ۶ تو اپنے

كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا

ہاتھ ملتا رہ گیا کہ اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا تھا

وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ

ہ اور کہہ رہا ہے اے کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا ۹ اور اس کے پاس

فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ؕ

کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی نہ وہ بدلہ لینے کے قابل تھا تلہ

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ

یہاں کھلتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے لہ اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام

عُقْبًا ﴿۴۴﴾ؑ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ

سب سے بھلا اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی کہاوت بیان کرو جیسے ایک پانی

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

ہم نے آسمان سے اتارا تلہ تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نظر بد حق ہے اور اس سے بچنے کے لئے یہ پڑھنا چاہیے ماشاء اللہ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رب فرماتا ہے وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ دوسرے یہ کہ مومن نور الٰہی سے دیکھتا ہے' مومن نے جو کچھ خبر دی' وہ سچی ہوئی' واقعی اس باغ پر عذاب آگیا ۲۔ یا تو دنیا میں یا آخرت میں مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں' کیونکہ اس کافر نے اس مومن کے دنیاوی باغ کو ہی کمتر اور حقیر تر جانا تھا۔ اگلا مضمون بھی دنیاوی عذاب کے متعلق ہے ۳۔ تیری زندگی ہی میں کہ تو اس باغ کو برباد ہوتا ہوا دیکھے اور کف افسوس ملے ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن نور الٰہی سے دیکھتا ہے اس کا اندازہ صحیح ہوتا ہے کہ اس مومن نے جیسا کہا ویسا ہی ہوا' یہ کرامتِ مومن یا فراستِ مومن ہے جب مومن کے الہام یا فراست کا یہ حال ہے تو ولی یا نبی کے علم و فراست کا کیا درجہ ہو گا۔ وہ ہمارے اندازے سے باہر ہے ۵۔ یعنی نہر اور کنوئیں کا پانی اس طرح خشک ہو جائے کہ نظر نہ آئے' یا اتنا نیچا ہو جاوے کہ حاصل نہ ہو سکے ۶۔ یعنی جیسا مومن نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ اس پھلوں سے لدے ہوئے باغ پر بجلی یا آفت آسمانی آئی' جس سے تمام باغ جل گیا' اس سے معلوم ہوا کہ ناشکری کی وجہ سے باغ و کھیت برباد ہوتے ہیں' ۷۔ حسرت اور ندامت کی وجہ سے' انسان ہاتھ ملتا ہے یا انگلی کاٹتا ہے یا ہتھیلی چباتا ہے یہاں اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے ۸۔ یعنی انگور کی وہ چھتیں جن پر انگور کی بیل پھیلی ہوتی ہے گری پڑی تھیں اور کھجور کی جڑیں اکھڑی پڑی تھیں' ایسا برباد ہو چکا تھا کہ اب پانی وغیرہ دینے سے آباد نہیں ہو سکتا تھا ۹۔ معلوم ہوا کہ یہ اس کی توبہ ہو گئی' کیونکہ دنیا کی زندگی میں جرم پر ندامت توبہ ہے' یہاں یہ ذکر نہ ہوا کہ آیا وہ توبہ قبول ہوئی یا نہیں' اور اسے وہ باغ پھر ملا یا نہیں' ظاہر ہے کہ توبہ تو قبول ہو گئی' مگر باغ نہ ملا' جیسا کہ اگلی آیت میں آ رہا ہے ۱۰۔ یعنی نہ تو اس کے حمایتی اس کا برباد شدہ باغ درست کر سکے' نہ خود وہ' کیونکہ اب اس کے پاس اتنی طاقت نہ رہی تھی' نہ جانی نہ مالی۔ بدلہ لینے سے مراد دوسرا باغ لگانا ہے ۱۱۔ یعنی ایسے واقعات دیکھ کر انسان کو عین الیقین سے اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے ۱۲۔ دنیا کو آسمانی پانی سے تشبیہ دی' نہ کہ کنوئیں کے پانی سے' اس لئے کہ آسمانی پانی اپنے قبضہ میں نہیں ہوتا۔ نیز اس کے آنے نہ آنے کی خبر نہیں ہوتی' نیز کبھی ضرورت سے زیادہ برس جاتا ہے اور کبھی ضرورت سے کم اور کبھی بالکل نہیں۔ یہ ہی حال دنیا کا ہے' اس آیت کی بہت نفیس تفسیر ہماری کتاب **مواعظہ نعیمیہ** میں مطالعہ کرنی چاہیے۔ خیال رہے کہ جس دنیا کے ساتھ دین شامل ہو پھر وہ دنیا نہیں رہتی' اس کے لئے فنا نہیں وہ باقی رہتی ہے' رب فرماتا ہے' وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ' اور فرماتا ہے' وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ' اور جو دنیا دین سے خالی ہو' وہ فانی بھی ہے حقیر بھی' تمام برائیاں اس دنیا کی ہیں جو دین سے خالی ہو۔

ا۔ یعنی جیسے کھیت کا حال ہے کہ اس کی موجودہ سبزی قابل اعتبار نہیں۔ نہ معلوم کب گرم ہوا چل جائے' جو اسے برباد کردے' ایسے ہی دنیا کے مال متاع' جوانی' حسن' طاقت کا بھروسہ نہیں کہ ذراسی آفت میں سب فنا ہو جاتی ہیں' ہری ہری کھیتی' گابن گائے' تب جانو جب منہ تک آئے ۲۔ یعنی خدا تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے اور فنا کرنے پر پوری طرح قادر ہے' دنیا کو سبزہ سے اس لئے تمثیل دی گئی کہ وہ سب کے سامنے تروتازہ و شاداب ہو کر پھر فنا ہوتا ہے سب دیکھتے ہیں' حتیٰ کہ اس کی سبزی' فَتَقْتَقِی توکیا' نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا کہ کبھی ہوا بھی تھا کہ نہیں ۳۔ جب کہ انہیں دنیا کے لئے برتا جاوے اور اگر دونوں کو آخرت کا ذریعہ بنایا جاوے

فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ

کہ سوکھی گھاس ہوگیا جسے ہوائیں اڑائیں ۱ اور اللہ ہر چیز پر

شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا (۴۵) اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ

قابو والا ہے ۲ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا

الدُّنْیَا ۚ وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

سنگار ہے ۳ اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ۴ ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں

وَّ خَیْرٌ اَمَلًا (۴۶) وَ یَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَی الْاَرْضَ

بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے ۵ اور تم زمین کو صاف

بَارِزَةً ۙ وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا (۴۷) وَ عُرِضُوْا

کھلی ہوئی دیکھو گے ۶ اور ہم انہیں اٹھائیں گے تو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے ۷ اور

عَلٰی رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ

سب تمہارے رب کے حضور پرا باندھے پیش ہوں گے' بیشک تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے

بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا (۴۸) وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ

جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا ۸ بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی وعدہ کا

فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَ یَقُوْلُوْنَ

وقت نہ رکھیں گے اور نامہ اعمال رکھا جائیگا ۹ تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اسکے لکھے سے ڈرتے ہونگے اور

یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً

کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا

اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا یَظْلِمُ رَبُّكَ

جسے گھیر نہ لیا ہو ۱۰ اور اپنا سب کیا انہوں نے سامنے پایا ۱۱ اور تمہارا رب کسی پر ظلم

اَحَدًا (۴۹) ع وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا

نہیں کرتا ۱۲ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو ۱۳ تو سب نے سجدہ کیا

ع ۶ ۵ ۱۸

تو یہ باقیات الصالحات ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ نیک بیٹا صدقہ جاریہ ہے کہ مرے بعد بھی اس کا نفع قبر میں حشر میں پہنچتا رہتا ہے ۴۔ یعنی وہ نیکیاں جو دنیا میں برباد نہ ہو جاویں' بلکہ آخرت میں ہمارے ساتھ جاویں' اس میں عبادات' اچھے معاملات' صدقات جاریہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لڑکیاں ہیں' جن میں کوئی شخص مبتلا کردیا جاوے کہ اس کی لڑکیاں بہت ہوں ۵۔ اس طرح کہ زمین سے اکھڑ کر بادل کی طرح پھرتے ہوں گے' پھر ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں گے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ اس طرح کہ زمین پر نہ پہاڑ رہے گا نہ غار' نہ درخت' نہ کوئی عمارت' ساری زمین چٹیل میدان ہوگی ۷۔ یعنی قبر میں کوئی نہ رہے گا۔ سب اٹھالئے جائیں گے' انسان بھی اور دوسری مخلوق بھی ۸۔ برہنہ بدن اور برہنہ پاؤں' بے ختنہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے' مجرم سزا کے لئے' مومن جزاء کے لئے' انبیاء اولیاء گواہی کے لئے پیش ہوں گے ۹۔ ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں' مومن کا داہنے ہاتھ میں اور کافر کا بائیں ہاتھ میں ۱۰۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کافر کے تمام بڑے چھوٹے گناہ لکھے جاتے ہیں' صرف عقائد کفریہ کی ہی تحریر نہیں ہوتی' دوسرے یہ کہ کافر کی نیکیاں نہیں لکھی جاتیں۔ کیونکہ نیکی کی درستی کی شرط ایمان ہے جو اس نے قبول نہیں کیا۔ یا اس کی دنیا کی راحتیں ہی اس کی نیکیوں کا بدلہ ہو چکیں' رب فرماتا ہے۔ وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا تیسرے یہ کہ ہر کافر ہر نیکی کرنے اور ہر گناہ سے بچنے کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکلف ہے۔ یعنی اس پر فرض ہے کہ ایمان لا کر نماز پڑھے' اور اس پر شراب حرام ہے' کہ ان دونوں قسم کی نافرمانیوں پر اسے عذاب ہوگا' اگرچہ شرعاً" وہ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں' خیال رہے کہ یہاں صغیرہ سے مراد چھوٹے گناہ ہیں۔ اور کبیرہ سے مراد بڑے گناہ' جیسے غیر عورت سے بوس و کنار صغیرہ گناہ ہے اور زنا کبیرہ گناہ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا

کہ قیامت میں کوئی بے پڑھا نہ ہوگا' سب پڑھ سکیں گے اور سب عربی سے واقف ہوں گے' کیونکہ کتاب کی تحریر عربی میں ہوگی' بلکہ مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے کہ قبر میں سوالات عربی میں ہوتے ہیں اور سارے لوگ عربی میں جواب دیتے ہیں' اور قیامت میں سب اعمالنامے پڑھ لیں گے' خیال رہے کہ یہاں حاضر سے مراد ان اعمال کی تحریر کی حاضری ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفار کی خود بدکاریاں مختلف دہشت ناک شکلوں میں حاضر ہوں ۱۲۔ اس طرح کہ بغیر کئے گناہ تحریر فرما دیئے جائیں۔ یا کسی کو جرم سے زیادہ سزا دی جائے غرضیکہ کفار کے لئے عدل اور مومن پر اللہ کا فضل ہوگا۔ خیال رہے کہ فضل عدل کے خلاف نہیں' بلکہ ظلم عدل کے خلاف ہے۔ ۱۳۔ تحیۃ و تعظیم کا سجدہ آدم علیہ السلام کو مسجود لہ بنا کر' یہ نہیں کہ سجدہ عبادت کا ہو اور مسجود لہ رب تعالیٰ ہو مسجود الیہ آدم علیہ السلام کیونکہ یہ

اِلَّآ اِبْلِیْسَؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖؕ

سوا ابلیس کے قوم جن سے تھا ۱ تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا ۲

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَ هُمْ

بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو ۳ اور وہ

لَكُمْ عَدُوٌّؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا (۵۰) مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ

تمہارے دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برا بدل ملا ۴ نہ میں نے آسمانوں اور

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ۪ وَ مَا

زمین کے بناتے وقت انہیں سامنے بٹھا لیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت ۵

كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا (۵۱) وَ یَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا

اور نہ میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو بازو بناؤں ۶ اور جس دن فرمائے گا کہ پکارو

شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا

میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے ۷ تو انہیں پکاریں گے وہ انہیں جواب

لَهُمْ وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا (۵۲) وَ رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ

نہ دیں گے ۸ اور ہم انکے درمیان ایک ہلاکت کا میدان کر دیں گے ۹ اور مجرم دوزخ کو دیکھیں

فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَ لَمْ یَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا۠ (۵۳) ع

گے تو یقین کریں گے کہ انہیں اسمیں گرنا ہے ۱۰ اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ

اور بیشک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان

مَثَلٍؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا (۵۴) وَ مَا مَنَعَ

فرمائی ۱۱ اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے ۱۲ اور آدمیوں کو

النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَ یَسْتَغْفِرُوْا

کس چیز نے اس سے روکا کہ ایمان لاتے جب ہدایت ان کے پاس آئی اور اپنے رب سے

(بقیہ صفحہ ۴۷۶) لادم کے لام کے خلاف ہیں۔

۱۔ چونکہ ابلیس فرشتوں میں رہتا تھا' اس لئے وہ بھی اس حکم میں داخل تھا۔ خیال رہے کہ ابلیس جنات کا مورث اعلیٰ ہے' جیسے انسان کے آدم علیہ السلام' اس کا پہلا نام عزازیل تھا۔ گمراہ ہونے کے بعد ابلیس لقب ہوا۔ یعنی دھوکہ باز ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے شیطان رب کا مطیع بندہ تھا' اب نافرمان ہوا ۳۔ معلوم ہوا کہ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شیطان اور اس کی ذریت ہے' اور صالحین اولیاء اللہ ہیں' اولیاء اللہ اور ہیں' اولیاء من دون اللہ اور' جہاں اولیاء من دون اللہ کا ذکر ہے' وہاں پر یہ ہی مراد ہیں' رب فرماتا ہے۔ اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یہ آیت کریمہ ان تمام آیات کی تفسیر ہے' جن میں اولیاء من دون اللہ اختیار کرنے کی ممانعت ہے ۴۔ یعنی جنت تمہارا گھر تھا' میں نے تمہارے گھر سے تمہارے دشمن کو تمہاری خاطر نکالا۔ تو تمہارا دل رب کا گھر ہے' تم میرے گھر سے شیطان کو کیوں نہیں نکالتے' تمہاری وجہ سے شیطان میرا دشمن ہوا پھر تم اس کو اپنا دوست بنائے بیٹھے ہو ۵۔ یعنی ہم نے شیطان اور اس کی ذریت کو آسمان و زمین کی پیدائش اور انسانوں کی پیدائش کے وقت نہ بلایا تھا' پھر وہ میرے شریک کیسے ہو گئے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ نے اپنی کمزوری کی بناء پر کسی کو اپنا قوت بازو نہ بنایا وہ اس سے پاک ہے۔ خود فرماتا ہے۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اظہار محبوبیت کے لئے اپنے مقرب بندوں کے سپرد دنیاوی انتظامات فرمائے' جیسے فرشتے مدبرات امر اور انبیاء کرام' اولیاء اللہ' لیکن مردود بندوں کے ذمہ کوئی تکوینی انتظام نہ فرمایا۔ اسی لئے یہاں مضلین کا ذکر فرمایا یعنی اپنی مدد کے لئے اپنے جھوٹے معبودوں کو پکارو' یہ ان کی بے کسی و مجبوری ظاہر فرمانے کے لئے ہو گا۔ ۸۔ یعنی ان کی مدد نہ کریں گے ورنہ وہ قولی جواب تو دیں گے کہ تم خود گمراہ تھے' ہم نے تمہیں گمراہ نہ کیا۔ جیسا کہ دوسری آیات میں ہے' ۹۔ موبق یا تو دوزخ کا ایک طبقہ ہے یا اس سے مراد مطلقاً" ہلاکت کی جگہ ہے ۱۰۔ کیونکہ ان کے سامنے اپنے دوزخی ہونے کی بہت سی علامات موجود ہوں گی ۱۱۔ کیونکہ لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہیں' کوئی دلیل سے مانتا ہے کوئی ڈر سے' کوئی لالچ سے اور قرآن سارے انسانوں کے لئے آیا۔ لہٰذا اس میں سب کچھ ہے ۱۲۔ یہاں انسان سے مراد نضر ابن حارث ہے جو آخر دم تک اپنی ضد پر قائم رہا اور ایمان نہ لایا۔

ع ۱۹

۱۔ یہاں ہدیٰ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات' یا قرآن مجید ہے چونکہ حضور آخری ہدایت اور بڑے ہادی ہیں' اس لئے آپ کو مُطْلَقًا هدیٰ نکرہ کر کے فرمایا گیا' یعنی ایسی ہدایت کاملہ آ جانے پر بھی ان سرکشوں کا ایمان نہ لانا' بڑے عذاب آ جانے کی تمہید ہے' جسے حضور سے ہدایت نہ ملے وہ کہیں سے ہدایت نہیں پا سکتا ۲۔ معلوم ہوا کہ جو دلائل اور سمجھانے سے نہ مانے وہ جوتے کھانا چاہتا ہے۔ ضد کا علاج صرف عذاب الٰہی ہے ۳۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی بے نیازی ظاہر فرمائی' کہ ان کے ذمہ صرف خوشخبری اور ڈر سنانا ہے' ہدایت ان پر لازم نہیں' لہٰذا اگر تمام جہان گمراہ رہے تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ گمراہ خود تباہ ہوں گے'

رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

معافی مانگتے ۱ مگر یہ کہ ان پر اگلوں کا دستور آئے یا ان پر قسم قسم کا عذاب

قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ

آئے ۲ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے والے ۳

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ

اور جو کافر ہیں وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں ۴ کہ اس سے حق کو

الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ

ہٹا دیں ۵ اور انہوں نے میری آیتوں کی اور جو ڈر انہیں سنائے گئے تھے انکی ہنسی بنالی اور اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ

بڑھ کر ظالم کون جسے اسکے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے منہ پھیر لے اور اس کے ہاتھ

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

جو آگے بھیج چکے اسے بھول جائے ۶ ہم نے انکے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں ۷ کہ

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى

قرآن نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی ۸ اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ

فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ

تو جب بھی ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے ۹ اور تمہارا رب بخشنے والا مہر والا ہے

لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ

اگر وہ انہیں ان کے کئے پر پکڑتا تو جلد ان پر عذاب بھیجتا ۱۰ بلکہ ان کے

لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ

لئے ایک وعدہ کا وقت ہے ۱۱ جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے اور یہ

الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ ع

بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے انکی بربادی کا ایک وعدہ کر رکھا تھا ۱۲

یہ حضرات رب تعالیٰ کی شان غناء کے مظہر ہوتے ہیں' ۴۔ کیونکہ وہ انبیاء کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں' برابری کا دعویٰ کرتے' ان سے مناظرے کرتے ہیں ۵۔ یعنی اپنی پھونکوں سے سورج کا نور بجھانا چاہتے ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ گناہوں کو بھول جانا مردودوں کا طریقہ ہے۔ گناہ یاد رکھنا اور نیکی بھول جانا صالحین کا طریقہ ہے' اپنے گناہ اور دوسروں کی نیکی ضرور یاد رکھو ۷۔ اس غلاف وغیرہ کی نسبت رب کی طرف خلق کی نسبت ہے' یعنی ان کی ضد و عناد کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں پر پردے' کانوں میں بوجھ ڈال دیئے جیسے کہا جائے' کہ مقتول کو اللہ نے موت دے دی یعنی موت پیدا کر دی۔ ۸۔ اس لئے کہ ان کے دلوں میں تمہاری عظمت نہیں' قرآن وہاں پہنچتا ہے جہاں قرآن والے محبوب کی محبت پہنچ چکی ہو۔ اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں پھر قرآن پڑھاتے ہیں' لہٰذا اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کفار بے قصور ہوں' اس سے معلوم ہوا کہ بے دین کو قرآن کریم کی سچی سمجھ نصیب نہیں ہوتی' جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے' ۹۔ اس سے وہ کفار مراد ہیں' جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آ چکا ہے' ورنہ لاکھوں کافر ایمان لائے ۱۰۔ یعنی اگر ہم ہر گناہ کی جلدی پکڑ کر لیا کرتے تو اب تک ان پر کبھی کا عذاب آ چکا ہوتا' ہمارے ہاں جلدی نہیں کیونکہ جلدی وہ حاکم کرتا ہے جسے مجرم کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو' رب کا مجرم کہاں بھاگے گا' وہ تو ہر وقت گرفت میں ہے' سبحان اللہ سچا وہ بادشاہ جس کے قبضہ سے کوئی باہر نہیں ۱۱۔ وہ قیامت کا دن ہے یا مرنے کا' یا قبر میں دفن ہونے کا' مسلمانوں کے مقابل جنگوں میں شکست فاش پانے کا' ۱۲۔ یعنی پچھلے کفار پر بھی جلد عذاب نہ آیا تھا۔ بلکہ ان کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا' اس وقت وہ ہلاک ہوئے۔

ع ۸ ۲۰

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ

اور یاد کرو جب موسیٰ ؑ نے اپنے خادم سے کہا ؎ میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں

الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا

جہاں دو سمندر ملے ہیں ؎ یا قرنوں چلا جاؤں ؎ پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ

نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا

پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے ؎ اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی ؎ پھر جب

جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا٘ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ

وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس

سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى

سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا ؎ بولا بھلا دیکھئے تو جب ہم نے اس

الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ٘ وَمَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا

چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بیشک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے

الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ٘ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖ

بھلا دیا ؎ کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی

عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا

اچنبھا ہے موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے ؎ تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان

قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً

دیکھتے تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا ؎ جسے ہم نے اپنے پاس

مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ

سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا ؎ اس سے موسیٰ نے

مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ

کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں

۱۔ ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی جماعت میں بہت شاندار وعظ فرمایا' وعظ کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے فرمایا نہیں' رب نے فرمایا اے موسیٰ تم سے بڑے عالم خضر علیہ السلام ہیں' آپ نے رب سے ان کا پتہ پوچھا' فرمایا مجمع بحرین میں رہتے ہیں' وہاں کی نشانی یہ بتائی' کہ جہاں بھنی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی جاوے اور پانی میں سرنگ بن جائے' وہاں وہ ہیں' آپ مچھلی لے کر اور یوشع علیہ السلام کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے' یہاں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ ۲۔ وہ خادم حضرت یوشع ابن نون ابن افرائیم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے' اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ آپ کے لائق شاگرد' اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد' استاد کا خادم ہوتا ہے ۳۔ بحر فارس و بحر روم جہاں خضر علیہ السلام سے ملاقات کی جگہ مقرر ہوئی تھی' اس لئے آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا ۴۔ اس واقعہ سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے' طلب علم کے لئے سفر کرنا سنت پیغمبر ہے' "استاد کے پاس جانا" اسے گھر نہ بلانا سنت ہے' "علم کی زیادتی چاہنا بہتر ہے' "سفر میں توشہ ساتھ رکھنا اچھا ہے' "سفر میں اچھا ساتھی ہونا بہتر ہے' "استاد کا ادب کرنا ضروری ہے' "استاد کی بات پر اعتراض نہ کرنا چاہیے' "طریقت والے کبھی خلاف شرع کریں تو اس کی کوئی خفیہ وجہ ضرور ہوتی ہے' دراصل وہ کام خلاف شریعت نہیں ہوتا اس لئے جلد ان سے بدظن نہ ہونا چاہیے' مگر یہ پیر کامل کے احکام ہیں' "علم صرف کتاب سے نہیں آتا' استاد کی صحبت سے بھی آتا ہے' بزرگوں کی صحبت کیمیا کا اثر رکھتی ہے' ایک معمولی لوہا کاریگر کا ہاتھ لگنے سے قیمتی اوزار بن جاتا ہے تو معمولی انسان کامل کی صحبت سے شان والا بن جاتا ہے۔ ۵۔ وہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اس کے نیچے آب حیات کا چشمہ تھا ان دونوں بزرگوں نے وہاں آرام فرمایا' بھنی ہوئی مچھلی ناشتہ کے لئے ساتھ تھی اسے جو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر پانی میں اتر گئی اور پانی میں محراب بن گئی۔ یوشع علیہ السلام بیدار تھے اور یہ دیکھ رہے تھے' مگر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو وہ آپ سے یہ واقعہ عرض کرنا بھول گئے۔ اور دونوں صاحب وہاں سے روانہ ہو گئے ۶۔ یہ ان بزرگوں کا معجزہ تھا یا اس پانی کی تاثیر تھی کیونکہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام تشریف رکھتے تھے' بزرگوں کے ملک کی ہوا میں زندگی بخشنے کی تاثیر ہوتی ہے لہٰذا مدینہ پاک کی مٹی بھی شفا بخش سکتی ہے ۷۔ موسیٰ علیہ السلام کو مجمع بحرین سے آگے بڑھ کر تکلیف محسوس ہوئی' معلوم ہوا کہ طلب علم میں تکلیف اٹھانا سنت ہے' ۸۔ معلوم ہوا کہ شیطان نبی کو گمراہ نہیں کر سکتا' اور ان سے گناہ نہیں کرا سکتا۔ مگر ان سے بھول چوک صادر کرا سکتا ہے ۹۔ کیونکہ اس بھنی ہوئی مچھلی کا جانا ہی ہمارے منزل مقصود پر پہنچ جانے کی علامت ہے۔ رب نے یہ ہی فرمایا تھا ۱۰۔ یعنی خضر علیہ السلام' آپ کا نام شریف بلیا ابن ملکان ابن فالخ ابن عامر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح علیہ السلام ہے' آپ کی کنیت ابو العباس اور لقب شریف خضر' خا کہ زبر اور ض کا زیر' آپ ان چار پیغمبروں میں سے ہیں' جو قیامت تک زندہ رہیں گے' دو زمین پر حضرت خضر و الیاس دو آسمان پر حضرت ادریس و عیسیٰ علیہ السلام (روح) آپ کو خضر اس لئے کہتے ہیں کہ اگر آپ خشک زمین پر بیٹھ جاویں تو وہاں سبزا اگ آتا ہے۔ آپ کے متعلق اور بھی بہت سے قول ہیں ۱۱۔ یعنی بغیر کسی سے پڑھے ہوئے مادر زات عالم اور اکثر انبیاء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے آدم علیہ السلام کو بھی یہی علم دیا گیا۔

ا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک شاگرد کا استاد کے ساتھ رہنا' دوسرے اس کی خدمت کرنا۔ تیسرے اس کا ادب کرنا۔ چوتھے نبی کا علم طریقت میں دوسرے کی شاگردی کرنا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اسی علم سے فرمایا کہ تم صبر نہ کرسکو گے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ آپ کا یہ فرمان اندازے اور تخمینے سے نہ تھا بلکہ علم یقین سے تھا ۳۔ معلوم ہوا کہ علم ظاہر کا نام شریعت ہے اور علم باطن کا نام طریقت' وہ اسرار ہیں موسیٰ علیہ السلام شریعت کے امام تھے مگر خضر علیہ السلام طریقت کے ماہر' اس لئے خضر علیہ السلام نے جو کام کئے بظاہر شریعت کے مخالف تھے' ۴۔ یعنی میں اپنے نفس پر قابو رکھوں گا موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد اپنے علم خصوصی کی بنا پر تھا بلکہ

رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ

تعلیم ہوئی لہ کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے ۲ اور اس بات پر

تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ

کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں ۳ کہا عنقریب اللہ

شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ

چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے ۴ اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا ۵ کہا تو اگر

اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ

آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا ۶ جب تک میں

مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ

خود اس کا ذکر نہ کروں ۷ اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے ۸

خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ

اس بندہ نے اسے چیر ڈالا موسیٰ نے کہا کیا تم نے اسے اس لئے چیرا کہ اسکے سواروں کو ڈبا دو

شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

۹ بیشک یہ تم نے بری بات کی ۱۰ کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر

صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ

سکیں گے کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو ۱۱ اور مجھ پر میرے

مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا

کام میں مشکل نہ ڈالو پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک

غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ

لڑکا ملا ۱۲ اس بندہ نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان ۱۳ بے کسی

نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

جان کے بدلے قتل کر دی ۱۴ بے شک تم نے بہت بری بات کی ۱۵

ع ۹ ۲۱

اندازے اور تخمینے پر تھا' اس ہی لئے آپ نے انشاء اللہ فرمایا اور خضر علیہ السلام نے انشاء اللہ نہ فرمایا۔ نیز موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ آپ مجھے صابر پائیں گے' یہ نہ فرمایا۔ کہ میں صبر کروں گا ۵۔ یعنی آپ مجھے جو حکم دیں گے اس پر عمل کروں گا' اس سے معلوم ہوا کہ استاد حاکم ہوتا ہے شاگرد محکوم ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ خضر علیہ السلام پر ان کی شریعت کی اتباع لازم نہیں' اگر یہ معاملہ حضور سے پیش آتا تو ان کو حضور کے دین کی اتباع کرنی پڑتی ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو علم حاصل کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے پاس گئے' وہ علم شریعت نہ تھا بلکہ علم طریقت تھا' ورنہ رب تعالیٰ حضرت جبریل کے ذریعہ اس کی وحی فرما دیتا۔ حضرت خضر کے پاس نہ بھیجتا نیز حضرت خضر اشارات سے اس کی تعلیم نہ فرماتے بلکہ عبارات سے فرماتے جیسا کہ علماء کا دستور ہے' دوسرے یہ کہ علم طریقت زبان سے نہیں' بلکہ صحبت اور نظر سے سکھایا جاتا ہے (شعر) طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے ☆ توحید کی مے پیالوں سے نہیں' آنکھوں پلائی جاتی ہے ☆ ۸۔ اور کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر کرایہ سوار کر لیا' خیال رہے کہ خضر علیہ السلام کا کشتی میں سوار ہونا احتیاج اور ضرورت کے طور پر نہ تھا' بلکہ اس مصلحت کی بنا پر تھا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے' ورنہ حضرت خضر پانی میں ڈوبنے سے محفوظ ہیں ۹۔ کیونکہ آپ نے کشتی کا وہ تختہ توڑا تھا جو پانی میں رہتا ہے لیکن پانی کشتی میں نہ بھرا' اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے معجزوں' کرامتوں کی برکت سے ڈوبی ہوئی کشتیاں تر جاتی ہیں' اگر خضر علیہ السلام اوپر کا تختہ توڑتے۔ تو موسیٰ علیہ السلام یہ فرماتے کہ آپ سواریوں کو ڈبو دیں گے ۱۰۔ یعنی مجھے یقین ہے کہ کشتی ٹوٹ جانے سے آپ نہ ڈوبیں گے' لیکن کشتی کے دوسرے سوار ڈوب جائیں گے اور دوسروں کو ڈبونا اچھا کام نہیں اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ آپ ڈوب جائیں گے' بلکہ فرمایا کہ کشتی والوں کو ڈبو دیں گے ۱۱۔ مجھے آپ کا عہد لینا اور اپنا یہ وعدہ کچھ بھی یاد نہ رہا شریعت میں بھول چوک پر گناہ نہیں' لہٰذا آپ بھی درگزر فرمائیں' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو بھول چوک ہو جاتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ پیر کو چاہیے کہ لوگوں کو دھڑا دھڑ مرید بنانے پر حریص نہ ہو۔ بلکہ مرید صادق کا امتحان کرے (روح) ۱۲۔ جو خوبصورت' بلند قامت تھا' اس کا نام جیسور تھا بچوں میں کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام اسے دیوار کی آڑ میں لے گئے' اور اس کا سر گردن سے اکھیڑ لیا ۱۳۔ یعنی بے گناہ' کیونکہ ابھی وہ نابالغ تھا۔ شریعت کا مکلف نہ تھا' بغیر نفس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر باہوش سمجھ دار بچہ کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام زکیہ کے بعد بغیر نفس نہ فرماتے ۱۴۔ پہلے "امرا" فرمایا تھا' یہ "نکرا" فرمایا کیونکہ ٹوٹی کشتی جڑ سکتی